رجسٹرڈ ایل ۷

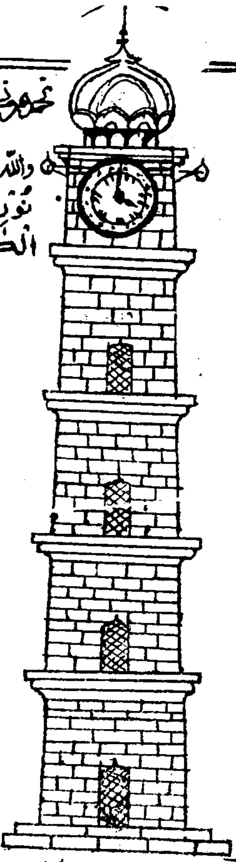
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکٰفرون

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

انہ اوی القریۃ



منارۃ المسیح الموعود علیہ السلام

الحکم

دارالامان قادیان

چہ گویم بالو گر آئی چہ در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۳۸ | ۲۱ رجب المرجب ۱۳۲۰ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء روز جمعہ | جلد ۶

ایک عمدہ موقع

سردار شیخ فضل حق صاحب رئیس دھرم کوٹ بگہ کے نام سے ہمارے ناظرین عموماً واقف ہیں سردار صاحب ایک مشہور خاندان کے رئیس ہیں مسلمان ہونے کی وجہ سے ان کے رشتہ داروں کے (جو سکھ ہیں) تعلقات منقطع ہو چکے ہیں اب وہ کسی شریف خاندان میں شادی کرنی چاہتے ہیں سردار صاحب کے پورے حالات معلوم کرنے کے لیے اس قدر اور حالات کو دیکھنا کافی ہوگا جو انھوں نے اپنے رسالہ فضل حق کے آخر میں دیا ہے۔ سردار صاحب ایک وجیہ خوبصورت نیک مزاج خوش خلق دیندار متقی اور نوجوان ہیں اور پوری صحت رکھتے ہیں جنھوں نے اسلام کیخاطر اپنے بہت سے دنیوی مفاد حتی کہ پیاری بیوی کو بھی جو انھیں بہت ہی عزیز تھی قربان کر دیا۔ جو صاحب اس قسم کا تعلق سردار صاحب موصوف سے کرنا چاہیں وہ انسے براہ راست یا مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سے بمقام قادیان خط و کتابت کریں۔ لڑکی صورۃ و سیرۃ اور حسن و جمال اور تربیت عمدہ اور پسندیدہ ہونی چاہیے۔ مگر یہ کہ سردار صاحب کے خاندانی حالات تاریخ رئیسان پنجاب میں سر لیپل گریفن صاحب نے مفصل لکھے ہیں۔ سردار صاحب اس وقت اپنی ذاتی آمدنی بلا شرکت غیرے سو روپے ماہوار سے زیادہ مستقل رکھتے ہیں اور ہر طرح سے ذاتی قابلیت اور علمی لیاقت کی وجہ سے مشہور و معروف ہیں چنانچہ آپ کے رسالہ فضل حق سے عام شہرت ہے اور مفصل حالات خط و کتابت سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

آخری مضمون کشتی نوح۔

وہ مرد سخت ظالم اور قابل مواخذہ ہے جو دو جوروئیں کر کے انصاف نہیں کرتا مگر تم خود خدا کی نافرمانی کر کے مورد قہر الٰہی مت بنو ہر ایک اپنے کام سے پوچھا جائے گا۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی نظر میں نیک بنو تو تمھارا خاوند بھی نیک کیا جاوے گا اگرچہ شریعت نے مختلف مصالح کی وجہ سے تعدد ازواج کو جائز قرار دیا ہے لیکن قضاء و قدر کا قانون تمھارے لیے کھلا ہے اگر شریعت کا قانون تمھارے لیے قابل برداشت نہیں تو بذریعہ دعاء قضاء و قدر کے قانون سے فائدہ اٹھاؤ کیونکہ قضاء و قدر کا قانون شریعت کے قانون پر بھی غالب آجاتا ہے تقویٰ اختیار کرو دنیا سے اور اسکی زینت سے

بہت دل مت لگاؤ۔ قومی فخر مت کرو کسی عورت سے ٹھٹھا ہنسی مت کرو خاوندوں سے وہ تقاضے مت کرو جو ان کی حیثیت سے باہر ہیں کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاکدامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو خدا کے فرائض نماز زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو اپنے خاوندوں کی دل و جان سے مطیع رہو بہت سا حصہ ان کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے سو تم اپنی اس ذمہ واری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات میں گنی جاؤ۔ اسراف نہ کرو اور خاوندوں کے مالوں کو بیجا طور پر خرچ نہ کرو۔ خیانت نہ کرو۔ چوری نہ کرو۔ گلہ نہ کرو ایک عورت دوسری عورت یا مرد پر بہتان نہ لگاوے

خاتمہ

یہ تمام نصائح جو ہم لکھ چکے ہیں اس غرض سے ہیں کہ تا ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے خوف سے ترقی کرے اور تا وہ اس لائق ہو جاویں کہ خدا کا غضب جو زمین پر بھڑک رہا ہے وہ ان تک نہ پہونچے اور تا ان طاعون کے دنوں میں وہ خاص طور پر بچائے جائیں یہی تقویٰ

آہ بہت ہی کم ہے سچی تقویٰ

خدا کو راضی کر دیتی ہے اور خدا نہ معمولی طور پر بلکہ نشان کے طور پر کامل متقی کو بلا سے بچاتا ہے ہر ایک مکار یا نادان متقی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مگر متقی وہ ہے جو خدا کے نشان سے متقی ثابت ہو۔ ہر ایک کہہ سکتا ہے کہ میں خدا سے پیار کرتا ہوں۔ مگر خدا سے پیار وہ کرتا ہے جس کا پیار آسمانی گواہی سے ثابت ہو۔ اور ہر ایک کہتا ہے کہ میرا مذہب سچا ہے مگر سچا مذہب اس شخص کا ہے جس کو اسی دنیا میں نور ملتا ہے۔ اور ہر ایک کہتا ہے کہ مجھے نجات ملے گی مگر اس قول میں سچا وہ ہے جو اسی دنیا میں نجات کے انوار دیکھتا ہے۔ سو تم کوشش کرو کہ خدا کے پیارے ہو جاؤ تا تم ہر ایک آفت سے بچائے جاؤ۔ کامل متقی طاعون سے بچایا جائیگا کیونکہ وہ خدا کی پناہ میں ہے سو تم کامل متقی بنو جو کچھ خدا نے طاعون کے بارے میں فرمایا تم سن چکے ہو وہ ایک غضب کی آگ ہے پس تم اپنے تئیں اس آگ سے بچاؤ۔ جو شخص سچے طور پر میری پیروی کرتا ہے اور کوئی خیانت اُسکے اندر نہیں اور نہ کسل اور نہ غفلت ہی اور نہ نیکی کے ساتھ بدی کو جمع رکھتا ہے وہ بچایا جائے گا لیکن وہ جو اس راہ میں سست قدم چلتا ہے اور تقویٰ کی راہوں میں پورے طور پر قدم نہیں مارتا یا دنیا پر گرا ہوا ہے وہ اپنے تئیں امتحان میں ڈالتا ہے ہر ایک پہلو سے خدا کی اطاعت کرو اور ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اُس کے لیے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے جو شخص ایک پیسہ کی حیثیت رکھتا ہے وہ سلسلہ کے مصارف کے لیے ماہ بماہ ایک پیسہ دیوے اور جو شخص ایک روپیہ ماہوار دے سکتا ہے وہ ایک روپیہ ادا کرے کیونکہ علاوہ لنگر خانہ کے اخراجات کے دینی کارروائیاں بھی بہت سے مصارف چاہتی ہیں صدہا مہمان آتے ہیں مگر ابھی بوجہ عدم گنجائش مہمانوں کے لیے آرام دہ مکان میسر نہیں جیسا کہ چاہیے۔ چارپائیوں کا انتظام نہیں توسیع مسجد کی ضرورتیں بھی پیش ہیں تالیف اور اشاعت کا سلسلہ بمقابل مخالفوں کے نہایت کمزور ہے۔ عیسائیوں کی طرف سے جہاں پچاس ہزار رسالے اور مذہبی پرچے نکلتے ہیں ہماری طرف سے بالالتزام ایک ہزار بھی ماہ بماہ نکل نہیں سکتا یہی امور ہیں جن کے لیے ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہیے تا خدا تعالیٰ بھی انہیں مدد دے اگر بلا ناغہ ماہ بماہ انکی مدد پہنچتی رہے گو تھوڑی مدد ہو تو وہ اُس مدد سے بہتر ہے جو مدت تک فراموشی اختیار کرکے پھر کسیوقت اپنے ہی خیال سے کی جاتی ہے ہر ایک شخص کا صدق اُسکی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔ عزیزو! یہ دین کیلیے اور دین کی اغراض کے لیے خدمت کا وقت ہے اسوقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا چاہیے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ اپنی زکوٰۃ بھیجے اور ہر ایک شخص فضولیوں سے اپنے تئیں بچاوے اور اس راہ میں وہ روپیہ لگاوے اور بہرحال صدق دکھاوے تا فضل اور روح القدس کا انعام پاوے کیونکہ یہ انعام اُن لوگوں کے لیے تیار ہے جو اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر جو روح القدس کی تجلی ہوئی تھی وہ ہر ایک تجلی سے بڑھ کر ہے روح القدس کبھی کسی نبی پر کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا اور کبھی کسی نبی یا اوتار پر گائے کی شکل پر ظاہر ہوا اور کسی پر کچھوہ یا مچھ کی شکل پر ظاہر ہوا اور انسان کی شکل کا وقت نہ آیا جب تک انسان کامل یعنی ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث نہ ہوا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو گئے تو روح القدس بھی آپ پر بوجہ کامل انسان ہونے کے انسان کی شکل پر ہی ظاہر ہوا اور چونکہ روح القدس کی قوی تجلی تھی جس نے زمین سے لے کر آسمان کا افق بھر دیا تھا اس لیے قرآنی تعلیم شرک سے محفوظ رہی لیکن چونکہ عیسائی مذہب کے پیشوا پر روح القدس نہایت کمزور شکل میں ظاہر ہوا تھا یعنی کبوتر کی شکل پر اس لیے ناپاک روح یعنی شیطان اس مذہب پر غالب ہو گیا اور اس نے اپنی عظمت اور قوت اسقدر دکھلائی کہ ایک عظیم الشان اژدہا کی طرح حملہ آور ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے عیسائیت کی ضلالت کو دنیا کی سب ضلالتوں سے اول درجہ پر شمار کیا ہے اور فرمایا کہ قریب ہے کہ آسمان و زمین سب پھٹ جائیں اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں کہ زمین پر

یہ ایک بڑا گناہ کیا گیا کہ انسان کو خدا اور خدا کا بیٹا بنایا اور قرآن کے اول میں بھی عیسائیوں کا رد اور انکا ذکر ہے جیسا کہ آیت ایاک نعبد اور وَلَا الضَّآلِّيْنَ سے سمجھا جاتا ہے اور قرآن کے آخر میں بھی عیسائیوں کا رد ہے جیسا کہ سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ سے سمجھا جاتا ہے اور قرآن کے درمیان بھی عیسائی مذہب کے فتنہ کا ذکر ہے کہ جب سے دنیا ہوئی مخلوق پرستی اور دجل کے طریقوں پر ایسا زور کبھی نہیں دیا گیا اسی وجہ سے مباہلہ کے لیے بھی عیسائی ہی بلائی گئے تھے نہ کوئی اور مشرک۔ اور یہ جو روح القدس پہلے اس سے پرندوں یا حیوانوں کی شکل پر ظاہر ہوتا رہا اسمیں کیا نکتہ تھا سمجھنے والا خود سمجھ لے اور اسقدر ہم کہہ دیتے ہیں کہ یہ اس بات کیطرف اشارہ تھا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی انسانیت اسقدر زبردست ہے کہ روح القدس کو بھی انسانیت کیطرف کھینچ لائی پس تم ایسے برگزیدہ نبی کے تابع ہوکر کیوں ہمت ہارتے ہو تم اپنے وہ نمونے دکھلاؤ جو فرشتے بھی آسمان پر تمھارے صدق و صفا سے حیران ہو جائیں اور تم پر درود بھیجیں۔ تم ایک موت اختیار کرو تا تمھیں زندگی ملے اور تم نفسانی جوشوں سے اپنے اندر کو خالی کرو تا خدا تعالے اسمیں اُترے۔ ایکطرف سے پختہ طور پر قطع کرو اور ایک طرف سے کامل تعلق پیدا کرو خدا تمھاری مدد کرے۔

اب میں ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ تعلیم میری تمھارے لیے مفید ہو اور تمھارے اندر ایسی تبدیلی پیدا ہو کہ زمین کے تم ستارے بنجاؤ اور زمین اُس نور سے روشن ہو جو تمھارے رب سے تمھیں ملے امین ثم امین یا عباد الله اذکروا ایام الله و اذکرکم تقوی القلوب انه من یات ربه مجرما فان له جهنم لا یموت فیها ولا یحیی فلا تخلدوا الی زینة الدنیا و زورها واتقوا الله واستعینوا بالصبر والصلوة ان الله وملئکته یصلون علی النبی یا ایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما اللهم صل علی محمد وعلی ال محمد وبارک وسلم

پیشگوئی متعلق طاعون در نظم

نشاں اگرچہ نہ در اختیار کس بودہ است
مگر نشاں بدہم از نشاں نہ دادارم
کہ آں سعید ز طاعون نجات خواہد یافت
کہ ہست وحشت پناہے بچار دیوارم
مرا قسم بخدا و ند خویش و عظمت او
کہ ہست ایں ہمہ از وحی پاک گفتارم
چہ حاجت ست بہ بحث دگر ہمیں کافی ست
برائے آنکہ بہ شاید دلش ز انکارم
اگر دروغ برآید ہر آنچہ وعدہ من
رواست گر ہمہ خیزند بہر پیکارم

درخواست چندہ برائے توسیع مکان

چونکہ آیندہ اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے اور ہمارے گھر میں جسمیں بعض حصوں میں مرد بھی مہمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں سخت تنگی واقعہ ہے اور آپ لوگ سُن چکے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے ان لوگوں کے لیے جو اس گھر کی چار دیوار کے اندر ہوں گے حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے اور اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفی کا تھا جسمیں ہمارا حصہ ہے اسکی نسبت ہمارے شریک راضی ہو گئے ہیں کہ ہمارا حصہ دیدیں اور قیمت پر باقی حصہ بھی دیدیں میری دانست میں یہ حویلی جو ہماری حویلی کا ایک جزو ہو سکتی ہے دو ہزار تک طیار ہو سکتی ہے چونکہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے اور یہ گھر وحی الٰہی کی خوشخبری کی رو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی کے ہو گا نہ معلوم کس کس کو اس کی بشارت کے وعدہ سے حصہ ملیگا اس لیے یہ کام بہت جلدی کا ہے خدا پر بھروسا کرکے جو خالق اور رازق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے کوشش کرنی چاہیے میں نے یہ بھی دیکھا کہ یہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے مگر آیندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش ہے نہ عورت کی اس لیے توسیع کی ضرورت پڑی والسلام علی من اتبع الہدےٰ

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی

حاشیہ متعلق صفحہ ۶۹ و الحکم نمبر ۳۷

کریئر ڈ لاسیرا جنوبی اٹلی کے سب سے مشہور اخبار نے مندرجہ ذیل عجیب خبر شائع کی ہے۔

۱۴ر جولائے ۱۹۰۲ء کو یروشلم میں ایک بوڑھا راہب مسمی کور مرا جو اپنی زندگی میں ایک ولی مشہور تھا اس کے پیچھے اس کی کچھ جائیداد رہی اور گورنمنٹ نے اس کے رشتہ داروں کو تلاش کرکے انکے حوالہ دو لاکھ فرینک (ایک لاکھ پونڈ اُنیس ہزار روپیہ) کیے جو مختلف ملکوں کے سکوں میں تھے اور اس غار میں سے ملے جہاں وہ راہب بہت عرصہ سے رہتا تھا روپے کے ساتھ بعض کاغذات بھی ان رشتہ داروں کو ملے جنکو وہ پڑھ نہ سکتے تھے۔ چند عبرانی زبان کے فاضلوں کو ان کاغذات کے دیکھنے کا موقعہ ملا تو ان کو یہ عجیب بات معلوم ہوئی کہ یہ کاغذات بہت ہی پُرانی عبرانی زبان میں تھے جب انکو پڑھا گیا تو ان میں یہ عبارت تھی

" پطرس ماہی گیر یسوع مریم کے بیٹے کا خادم اس طرح پر لوگوں کو خدا تعالے کے نام میں اور اُس کی مرضی کے مطابق خطاب کرتا ہے " اور یہ خط اس طرح ختم ہوتا ہے۔

میں پطرس ماہی گیر نے یسوع کے نام میں

اور اپنی عمر کے نوّے سال میں یہ محبت کے الفاظ اپنے آقا اور مولیٰ یسوع مسیح مریم کے بیٹے کی موت کے تین عید فصح کے بعد (یعنی تین سال بعد) خداوند کے مقدس گھر کے نزدیک تو آیر کے مکان میں لکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

ان فاضلوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ نسخہ پطرس کے وقت کا چلا آتا ہے لنڈن بائبل سوسائٹی کی یہی رائے ہے اور ان کا اچھی طرح سے امتحان کرانے کے بعد بائبل سوسائٹی اب ان کے عوض چار لاکھ لرا (دو لاکھ ساٹھ سینتیس ہزار روپیہ) مالکوں کو دیکر کا غذات لیا چاہتی ہے۔

یسوع ابن مریم کی دعا
ان دونوں پر سلام ہو
اس نے کہا

اے میرے خدا۔ میں اس قابل نہیں کہ اس چیز پر غالب آسکوں جسکو میں بُرا سمجھتا ہوں نہ میں نے اس نیکی کو حاصل کیا ہے جس کی مجھے خواہش تھی مگر دوسرے لوگ اپنے اجر کو اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں اور میں نہیں لیکن میری بڑائی میرے کام میں ہے مجھ سے زیادہ بُری حالت میں کوئی شخص نہیں ہے۔ اے خدا جو سب سے بلند تر ہے میرے گناہ معاف کر۔ اے خدا ایسا نہ کر کہ میں اپنے دشمنوں کے لیے الزام کا سبب ہوں نہ مجھے اپنے دوستوں کی نظر میں حقیر ٹھیرا اور ایسا نہ ہو کہ میرا تقوی مجھے مصائب میں ڈالے ایسا نہ کر کہ یہی دنیا میری خوشی کی جگہ یا میرا بڑا مقصد ہو اور ایسے شخص کو مجھ پر مسلط نہ کر جو مجھ پر رحم نہ کرے۔ اے خدا جو بڑا رحم والا ہے اپنے رحم کی خاطر ایسا ہی کر تو جو ان سب پر رحم کرتا ہے جو تیرے رحم کے حاجت مند ہیں

شہد شاهد من بنی اسرائیل

ایک اسرائیلی عالم توریت کی شہادت

درباره قبر مسیح

میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے دیکھا

ایک نقشہ پاس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور تحقیق وہ صحیح ہے قبر بنی اسرائیل کی قبروں میں سے اور وہ ہے بنی اسرائیل کے اکابر کی قبروں میں سے میں نے دیکھا یہ نقشہ آج کے دن جب لکھی میں نے یہ شہادت بماہ انگریزی جون ۱۲ سنہ ۱۸۹۹ء۔

سلمان یوسف اسحاق تاجر

سلمان یہودی نے میرے روبرو یہ شہادت لکھی۔ مفتی محمد صادق
ہیڈ کلرک دفتر اکونٹنٹ جنرل لاہور

اشهد بالله ان هذا الكتاب كتبه سلمان بن يوسف هانه رجل من اكابر بني اسرائيل
وتقدمه سميه. عبد الله بغدادی

فونوگراف اور حکیم الامۃ کا وعظ

حضرت حکیم الامۃ کا ایک مختصر وعظ سورہ والعصر پر فونوگراف میں بند کیا گیا تھا ناظرین کے فائدہ کے لیے لکھا جاتا ہے۔

اعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم والعصر ان الانسان لفي خسر الا الذين امنوا وعملوا الصالحت وتواصوا بالصبر وتواصوا بالحق۔ اس مختصر سی سورہ شریفہ میں اللہ تعالیٰ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین نے محض اپنی رحمانیت سے کسقدر قرب کی راہیں اور آرام معاشرۃ و ترقی کی سچی تدابیر بتائی ہیں اول یہ بتایا کہ کسی مرسل من اللہ کا زمانہ اور انسان کے کمال فہم اور تجارب صحیحہ کا وقت لوگوں کے لیے عصر ہے یعنی دن کا آخری وقت ہوتا ہے جسطرح عصر کے بعد پھر دن کا وقت ان نمازوں کیلیے نہیں رہتا جو ایمان والوں کی معراج۔ دعا۔ اور قرب کا ذریعہ۔ اور ہر ایک عبادت اور بغاوت سے روکنے کا سبب ہیں۔ اسی طرح مرسل من اللہ کا زمانہ اور انسان کے فہم اور تجارب صحیحہ کے بعد اور کوئی وقت نہیں رہتا جس میں انسان اپنی کوتاہیوں کو پورا کر سکے اسلیے ہر ایک مرسل من اللہ کے زمانہ اور صحت عقل کے وقت کو کوئی غنیمت جانکر یہ کام کر لیں۔

اول یہ۔ اور صحیح علوم کو حاصل کریں۔ مثلاً اللہ کی ہستی۔ یکتائی بے ہمتائی عرض وحدہ لاشریک ذات کو مانیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسما میں اسکی تعظیمات میں کسی دوسرے کو شریک نہ کریں۔ ملائکہ کی پاکیزگی

حضرة امام الزمان کی ڈائری

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

چونکہ خاکسار ایڈیٹر الحکم حسب الایما بندگان عالی متعالی حضرۃ حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۹ر اکتوبر کی صبح کو ندوۃ العلما کے جلسہ پر ترتیل مسیح نوخودگے وفد میں شریک ہو کر گیا تھا اس لیے ۹ رسے لیکر ۱۱ر اکتوبر تک کی ڈائری وہ خود نہیں لکھ سکا۔ صبح کی سیر کے متعلق جو مضمون ان تاریخوں میں ہم درج کرتے ہیں وہ مفتی فضل الرحمن صاحب کا لکھا ہوا ہے۔ اور ہم ان کے مشکور ہیں کہ انھوں نے اپنے بھائیوں کے فائدہ کے لیے پسند کیا کہ وہ الحکم میں درج ہو جاوے۔ جزاہ اللہ خیر الجزا

ایڈیٹر

۱۰ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء یوم جمعہ

فرمایا ندوۃ میں لوگ اتمام حجت کی غرض سے ہم نے بھیجے ہیں ورنہ کچھ بہتری کی اُمید ہرگز نہیں۔ کیونکہ اُن کے اغراض عوام سے وابستہ ہیں یہاں تو ان کو تحفۃ الندوہ دیکر بھیجا ہے۔ اگر خدا نے چاہا تو نزول المسیح دلی میں بھیجیں گے والسلام

۱۱ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء یوم شنبہ

ایک صاحب نووارد کو جنکا نام مولوی حامد حسین صاحب تھا مخاطب کر کے فرمایا۔ بہتر ہے کہ آپ پانچ سات دن یہاں قیام کریں اتنا عزم اور جلد واپس چلا جانا ٹھیک نہیں۔ دنیاوی کاموں میں لوگ کتنی تحقیقات اور چھان بین کرتے ہیں۔ حقیقت میں جو شخص جلدی رائے قائم کرلیتا ہے وہ دوسروں کو بھی ابتلا میں ڈالتا ہے۔ پس خلاف واقعہ را

ظاہر کرنا خون کرنے کے برابر ہے۔

بہت باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جوں جوں انسان اُنپر زیادہ غور کرتا ہے اسی قدر نتیجہ عمدہ نظر آتا جاتا ہے۔

انسان کو سچائی تک پہونچنے کے واسطے دو باتوں کی ضرورت ہے۔ اول خداداد عقل اور فہم ہو۔ دوم خداداد سمجھ اور سعادت ہو جن لوگوں کو مناسبت نہیں ہوتی اُن کے دل میں کراہت اور اعتراض ہی پیدا ہوتے جاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ گذشتہ لوگوں میں سے اکثر لوگوں نے راست بازوں کا انکار کیا۔

آپ دور دراز سے آئے ہیں اور آپکو آتے ہی ایک روک بھی پیدا ہو گئی اور ہم نے تو ایک ہی روک کا ذکر سُنا ہے مخالفانہ گفتگو کے بجز احقاقِ حق نہیں ہوتا۔ بہت لوگ منافقانہ طور پر ہاں میں ہاں ملا لیتے ہیں پس ایسے لوگ کچھ فائدہ نہیں اُٹھاتے تم خوب جی کھول کر اعتراض کرو۔ ہم نیک نیتی کے طور پر جواب دینے کو طیار ہیں۔

مولوی حامد حسین صاحب کیطرف سے سوال ہوا کہ تمام اہل مذاہب اپنے مذہب کو صحیح خیال رہے ہیں۔ ہم فیصلہ کسطرح کریں۔ فرمایا بات یہ ہے کہ آجکل بلکہ ہمیشہ سچے مذہب کی شناخت کے لیے ضروری ہے کہ دو باتیں اُس میں موجود ہوں اول یہ کہ اس کی تعلیم پاک ہو اور تعلیم پر انسان کی عقل اور کانشنس کا کوئی اعتراض نہ ہو کیونکہ ناممکن ہے کہ خدا کے امور ناپاک ہوں۔ دوم اسکی ساتھ تائیدات سماویہ کا سلسلہ ایسا وابستہ ہو کہ جس کے ساتھ انسان خدا کو پہچان سکے اور اُسکی تمام صفات کا مشاہدہ کرے تا کہ گناہ سے بچ سکے گو انسان سچے مذہب میں ہی داخل ہو پر اگر اُس کے اندر کشتی نہیں تو وہ ایسے چشمہ کی مثل ہے کہ جو ایسی جگہ واقع ہے جس کے اردگرد پہاڑ یا دیوار یا ایسا خارستان ہے کہ وہاں ہم کسی طرح پہنچ نہیں سکتے۔ پس ایسا چشمہ ہمارے لیے فضول ہے۔ غرض ضروری شرط یہ ہے کہ اسقدر اسباب موجود ہوں جنسے یقینی طور پر معرفت الٰہی پیدا ہو جاوے۔

یہ بات بھی بدیہی ہے کہ انسان کو زیادہ معصیت اباحت کی ہے کہ طرح طرح کے مصائب شدائد کسل وغیرہ کیڑے ایسے لگے ہوئے ہیں کہ اُسکو کھاتے اور خدا سے روکتے ہیں۔ اور انھیں کیوجہ سے انسان اور خدا کے درمیان ایک بُعد پڑا ہوا ہے۔

پس اُس مذہب میں ایسے وسائل ہوں جو اُسکو روز بروز کھینچتے جاویں۔ اور کامل یقین پیدا کرا کر خدا سے ملاویں۔

دنیا تو یہی سمجھتی ہے کہ کیا ہم خدا کے منکر ہیں۔ لیکن اُس کے اعمال بتلاتے ہیں کہ ضرور وہ منکر ہے۔ جیسے اباحت کا ذکر اکثر کتابوں میں بھی کیا ہے۔ دیکھو اگر ایک سوراخ میں سانپ ہو۔ تو کیا ایک شخص اباحت کر جائیگا کہ اُس سوراخ کے قریب جاوے گا یا اُس میں ہاتھ ڈالے گا۔ ایک بن میں بہت درندے رہتے ہیں کیا باوجود علم کے اُس بن میں کوئی جاویگا۔ ایک زہر یلے کھانے کو علم پاکر کھاویگا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ امر یقین کے لوازم میں سے ہے کہ جس چیز کو وہ ہلاک سمجھتا ہے اُس کے قریب نہ جاوے۔ پس ایسا کیوں ہوتا ہے کہ ایک موقعہ پر حقوق انسانی کو چھینتا ہے۔ تلف کرتا ہے۔ رشوت لیتا ہے۔ چوری کرتا ہے۔ بدمعاشی کرتا ہے۔ نہ غصہ اعتدال پر ہے۔ وغیرہ وغیرہ بچپن پیرانہ سالی اسکو ان گناہوں سے چھڑاتی ہے۔ پر جب تک جسمانی قویٰ اسکے ساتھ ہیں۔ ہر ایک قسم کی بدکاریاں کرتا ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ اس کا خدا پر ایمان نہیں۔

ہر ایک شخص اپنے نفس سے گواہی دے سکتا ہے کہ جیسا اسکا حق ہے اعتدال پر چلنے کا ویسا وہ نہیں چلتا۔ پس بڑا مقصود یہ ہے کہ یہ جو بے اعتدالیاں انسان سے ظہور میں آتی ہیں۔ انپر غور کرے کہ انکا کیا سبب ہے تو آخر معلوم ہوگا کہ جیسا خدا سے ڈرنا چاہیے وہ پورا یوں نہیں ہے۔

بعض دفعہ احسان سے اور بعض دفعہ خوف سے گناہ کم ہو جاتے ہیں جیسے نسبتاً شریر لوگ ایام امراض طاعون وہیضہ میں نمازیں شروع کر دیتے ہیں پس ضروری ہے کہ جہاں دو باتیں پائی جاویں۔ تعلیم پاک اور رفتہ رفتہ خدا تک پہنچ جانا۔ وہی سچا مذہب ہے۔ اور یہ دونوں ذریعے ایسے ہیں کہ سوائے اسلام کے کہیں نہیں ملیں گے جس خدا کو اسلام پیش کرتا ہے . . . . . . اس صفائی سے اور کسی مذہب نے پیش نہیں کیا۔ ایک طرف تو اسلام کی تعلیم اعلیٰ ہے۔ دوسری طرف ایک شخص دس دن بھی تبدیلی کرے تو اسپر انوار و برکات نازل ہونے شروع ہو جاتی ہیں آجکل اسلام کے بہت فرقے ہو گئے ہیں گویا گھر گھر ایک فرقہ بنا ہوا ہے اس سے تشویش ہو گئی ہے۔ ایکطرف شیعہ ہیں کہ حسین رضؓ کو مثل لات کے بنا رکھا ہے۔ تو ایک شخص کہے گا کہ کہاں جاؤں۔ شیعہ حسین پرست بنے ہوئے ہیں۔ خوارج علیؓ کو گالیاں دیتے ہیں۔ درمیان میں اہل سنت ہیں اگرچہ بظاہر اُن کا اعتدال نظر آتا تھا مگر اب انھوں نے ایسے قابل شرم اعتقاد بنا رکھے ہیں کہ وہ شرک تک پہونچ گئے ہیں۔ مثلاً مسیح کو خالق بنا رکھا ہے۔ احیاء موتی کرنے والا مانا ہوا ہے۔

پس پاک مذہب وہی ہے جو قرآن کا معیار اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ اگرچہ انسان بظاہر گھبراتا ہے کہ اُس پاک مذہب کو میں کسطرح پاؤں۔ مگر یاد رکھو کہ جو ئیندہ یابندہ۔ صبر اور تقویٰ ہاتھ سے نہ دے۔ ورنہ خدا تعالےٰ غنی ہے اُسکو کسی کی کیا پرواہ ہے۔ پس انسان خدا کے سامنے خاکسار بنے تو اُسپر لطف اور احسان کرتا اور اُسکی آنکھیں کھول دیتا ہے۔ تو یہ دعا۔ استغفار کرے اور کبھی نہ گھبراوے۔ ہر ایک شخص بیمار ہے اور کبھی صحت نہیں پا سکتا جب تک

خدا کو نہ دیکھ لے۔ پس ہر وقت اُداس اور دل برداشتہ رہے۔ اور تمام تعلقات کو توڑ کر خدا سے تعلق پیدا کرے۔ ورنہ اُس وقت تک جبتک کہ خدا سے نہیں ملا یہ گندہ اور نجس ہے۔

خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے مَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى الآیہ۔ خدا پر یقین بڑی دولت ہے۔ پس اندھا وہی ہے جسکو اس دنیا میں خدا پر پورا یقین حاصل نہیں ہوا۔ پس جب اُسکا حسن۔ جمال۔ جلال۔ اسپر ظاہر ہو گا تو خدا کی تجلی ہوگی اور پھر یہ دیکھکر ممکن نہیں کہ گناہ کی طرف انسان رجوع کر سکے۔ پس گناہ بھی تبھی کرتا ہے جب اُسکو خدا پر شک پڑ جاتا ہے۔ پس جو شخص نفس سے تنگ آ گیا ہے اُسکو تو خدا پر یقین ہونا چاہیے۔ مسیح کے زمانہ میں تو گناہ کی کمی تھی مگر کفارہ نے دنیا کو گناہ سے پر کر دیا۔

انسان اپنی کوشش سے کچھ نہیں کر سکتا حدیث میں آیا ہے کہ تم سب اندھے ہو مگر جسکو خدا آنکھیں دے۔ تم سب بہرے ہو مگر جسکو خدا کان دے وغیرہ وغیرہ پس جب انسان کو خدا ہدایت دینے لگتا ہے تو اُس کے دل میں ایک واعظ پیدا کر دیتا ہے۔ پس جب تک دل کا واعظ نہ ہو تسلی نہیں ہو سکتی۔ پس دینی امور میں جب تک تقویٰ نہ ہو روح القدس سے تائید نہیں ملے گی۔ وہ شخص ضرور ٹھوکر کھا کر گرے گا۔

اس دین کی جڑ تقویٰ اور نیک بختی ہے۔ اور یہ ممکن نہیں جب تک خدا پر یقین نہ ہو اور یقین سوائے خدا کے اور سے ملتا نہیں اسی لیے فرمایا۔ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ پس انسان دنیا کو چھوڑ کر اپنی زندگی پر نظر ڈالے۔ اور اپنی حالت پر رحم کرے کہ میں نے دنیا میں کیا بنایا۔ سوچے اور ظاہری الفاظ کی پیروی نہ کرے۔ اور دعا میں مشغول رہے تو اُمید ہے کہ خدا اُسکو اپنی راہ دکھا دے گا نیک دل لیکر خدا کے سامنے کھڑا ہو۔ اور رو رو کر دعائیں مانگے۔ تضرع اور عاجزی کرے تب ہدایت پاویگا۔

ایک فرقہ وہ بھی ہے جو ہماری باتوں کو قبول نہیں کرتا۔ اُس سے ہماری بحث نہیں۔ انکی سرشت میں انکار ہے وہ موت کے بعد اسکا نتیجہ دیکھ لیں گے

سعادت مند کو تو سمجھانے کی ضرورت نہیں۔ پتھر پر لوہا مارنے سے آگ اس لیے نکلتی ہے کہ آگ پتھر میں موجود ہے اور وہ صرف ضرب کا محتاج تھا۔ مگر جس کے اندر موجود نہیں اُس میں سے کیا نکلے گا۔

ہر ایک نیکی تب قبول ہوتی ہے جبکہ اُس کے اندر تقویٰ ہو۔ ورنہ قبول نہیں ہوتی۔ زندگی تو برف کے ٹکڑے کی مثال رکھتی ہے۔ ہزاروں پردوں میں رکھو پگھلتی جاوے گی۔

اصل میں مخالف کی بات کا امتحان مخالف سے پوچھکر ہوتا ہے میں نے تو اپنا مسلک بیان کر دیا ہے میرے پاس بہت عیسائی آیا کرتے تھے۔ اب نہیں آتے۔ میں تو ہمیشہ انکو یہی کہتا ہوں کہ زندہ مذہب ثابت کرو۔ مردہ تو ہمیں اُٹھانا پڑے گا۔ اور زندہ ہمکو اُٹھا دے گا۔ کچھ جواب نہیں دے سکتے یورپ۔ امریکہ میں ۱۶ ہزار اشتہار رجسٹری کرا کر بھیجا کوئی جواب نہیں آیا۔

ہمارا خدا زندہ ہے ہماری آواز سنتا ہے۔ ہمیں جواب دیتا ہے۔ پس ہم صلیب پر چڑھے ہوئے خدا کو کیوں مانیں۔ یہ لوگ شریر ہوتے ہیں اور انکے پاس باتیں ہی باتیں ہوتی ہیں۔ میں ۱۵ برس کا تھا جب سے ان کے اور میرے درمیان مباحثات شروع ہیں ان کے پاس صرف اعتراض ہی اعتراض ہیں۔ اور یہ ہمیشہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے ہیں اور جاہلوں اور بدنصیبوں کو اُن اعتراضات سے تنگ کر جاتے ہیں دوسری طرف سے یہ لوگ اُسکو طمع دنیاوی دیکر ابتلا میں ڈالکر مرتد کر لیتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ ۲۹ لاکھ آدمی کو انھوں نے ہند میں مرتد کیا ہے پس اسلام کا سخت دشمن یہی مذہب ہے۔

آریہ لوگ ہیں مگر ان کے ساتھ تو زمینی سلطنت بھی یاور نہیں وہ کیا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

ایک اخبار نے اپنی تحقیقات لکھی ہے کہ آریہ مذہب کے ہونے سے ہندو بہت مسلمان ہو رہے ہیں۔ مرتے بھی بہت ہیں۔ اور مذہب بھی بہت چھوڑتے جاتے ہیں۔ پس یہ مذہب تو کچھ چیز نہیں۔

طاعون کو دیکھا ہے کہ پہلے ہنود میں آتی ہے۔ بمبئی۔ سیالکوٹ۔ جالندھر وغیرہ میں پہلے ہنود سے شروع ہوئی اور جب مسلمانوں میں گئی تو بھی ہنود کو شامل کر لیا۔

نو وارد صاحب نے وجودی فرقہ کی نسبت سوال کیا۔ فرمایا میرے نزدیک یہ بات بھی تدبر کرنے کے لائق ہے یعنی وجود اور شہود۔ میرا مذہب تو یہ ہے کہ وہاں قدم رکھنا غلطی اور جرأت ہے جہاں انسان قدم رکھنے کا مستحق نہیں وجودی فلسفی رنگ کا دعویٰ کرتا اور کہتا ہے کہ جسطرح ڈاکٹر مردہ پھاڑ کر اُسکا اندر دیکھ لیتا ہے میں نے بھی اسی طرح خدا کو دیکھ لیا ہے۔ یہ بھی دعویٰ کیا ہے الحمد للہ الذی خلق الاشیاء وھو عینہا یہ بہت بڑا دعویٰ ہے۔

شہودی مذہب استیلاء محبت کا نام ہے جیسے لوہا اگر آگ میں نہایت سرخ کیا جاوے تو اس صورت میں کوئی دیکھنے والا اگر اُسکو آگ کہدے تو ایک صورت سے معذور ٹھہر سکتا ہے کیونکہ آگ اُسپر مستولی ہوئی ہوئی ہے کسی کا شعر ہے۔ ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

غرض شہودی مذہب کی یہ بنا ہے کہ انسان خدا کے وجود سے بہت بہرہ ور ہو سکتا ہے۔ جب خدا اور مخلوق کی محبت ایک دل میں آ کر جمع ہوتی ہے تو انسان پر ایک نیا رنگ چڑھتا ہے

اور اس حالت میں وہ اپنے آپکو دیکھتا ہے کہ گو یا بالکل خدا میں کھو یا گیا ہے اور اپنے تئیں محو دیکھتا اور خدا ہی خدا نظر آتا ہے - وجودی ایک حقیقت کا اظہار ہوتا ہے اسکو محبت سے کچھ تعلق نہیں جیسے آج کل کے وجودیوں کا دعوئی ہی دعوئی ہے کہ میں خدا ہوں۔

شہود والا کہتا ہے کہ انسان الناس ہے خدا خدا ہے - یعنی شہود کے طور پر اپنے تئیں طالب اور خدا میں کھویا ہوا پاتا ہے -

اگر انسان کو خدا بننا تھا تو یا تو اس جہان میں خدا بنتا یا آخرۃ میں خدا بنتا مگر ثابت ہے کہ یہاں بھی انسان ہے اور وہاں بھی یہ جامہ تو اس کے اوپر سے اُترتا نظر نہیں آتا -

ہم کہتے ہیں کہ ہر ایک شخص اپنا رنگ رکھتا ہے - بہت لوگ قوالی میں ہی لذت اٹھاتے ہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ عارفانہ مشرب نہیں پس اگر اسکی کوئی دلیل دنیا میں ہوتی تو چاہیئے تھا کہ کوئی آدمی تو ایسا نظر آتا کہ جس میں خدائی کے صفات ہوتے دنیاوی لوگوں کے مگر حضرت خدا اور خدا کے مرسل بندہ کا مقابلہ یوں ہو سکتا ہے کہ مسیح کو تو خدا مانا - اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے ایک مرسل تھے - پس مقابلتہً دیکھلو کہ مسیح کو تو پکڑ لیا گیا - اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پکڑنے والا خود مرگیا - پس انصاف کرو کہ ایک شخص انسان کہلاتا اور اپنا کام خدا پر چھوڑتا - اُسکا پکڑنے والا خود مارا جاتا - یہودی جنکی صفت میں آیا ہے ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ وہ اُس خدا کہنے والے کو ایک ہی گھنٹہ میں گرفتار کر لیتے اور مارنے کو طیار ہو جاتے ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اگر کوئی یہ کہے کہ وہ محض خدائی تھی تو اسکو جانے دو - جہانتک ہم دیکھتے ہیں خدا ہم سے باتیں کرتا ہے اور خوارق اور معجزات دکھلاتا ہے پھر بھی ہم انسان ہیں - دیوار کا وجود ایک الگ چیز ہے اور دھوپ کا وجود الگ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ - الآخر السورہ

یہ ساری باتیں چاہتی ہیں کہ کوئی رب ہی اور کوئی چیز مخلوق بھی ہے - پس ہمکو اپنی خدائی کا ثبوت دیں - خدا نے انسان کو مخلوق پیدا کیا ہے اور دنیا میں بھی مخلوق بنایا ہے - پھر ہم چاند سورج وغیرہ کو کسطرح خدا مان لیں -

تمام ابنیا سے خوف ظاہر ہوتے رہے ہیں - اگر ان میں کچھ بھی خدائی کا رنگ ہوتا تو خوف کیوں آتا -

میری جماعت میں بھی ایک شخص مولوی احمد جان صاحب وجودی تھے - کبھی اُنھوں نے مجھ سے اس مسئلہ پر گفتگو نہیں کی اب تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ وہ فوت ہو گئے ہیں - اور ساری عمر اسی میں گذار دی -

ہم کسی کے زرخرید نہیں - ہم تو اسلم اور روشن تر راہ اختیار کرتے ہیں - وجودیوں کے کوئی دشمن نہیں ہم تو انکو قابل رحم سمجھتے ہیں -

اسپر نو وارد صاحب نے آیتہ ھوالاول ھوالاخر آہ وحدۃ وجود کے ثبوت میں پیش کی -

فرمایا اللہ تعالے کا کلام ایسا ہے کہ اسکی تفصیل بعض آیت کی بعض آیت سے ہوتی ہے - اول کی تفسیر یہ ہے کہ کَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهٗ شَيْئًا - آخر کے معنے کیسے كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ - ہم تو انہیں معنوں کو پسند کریں گے جو خدا نے بتلائے ہیں -

افسوس ہے کہ اس زمانہ کے بیہودہ صوم و صلوۃ کے تو پابند ہی نہیں اور قرآن کو کبھی کھولکر دیکھا ہی نہیں - ہاں میں اپنے اس ملک کی بات کرتا ہوں - جس میں جالندھر - بٹالہ - ہوشیارپور سیالکوٹ وغیرہ شامل ہیں - ان لوگوں کو بھنگ شراب خوروں بھنگیوں - اور دہریوں کی مجلس میں اکثر دیکھا ہے اکثر کہتے ہیں کہ وجودی وہ ہے جو خدا کا نام بھی نہ لے - بلکہ جو کچھ ہے مخلوق ہے - پس یہ لوگ کہتے ہیں کہ اعلے وجودی وہ ہے کہ جسکو لوگ دہریہ کہتے ہیں - پس ہر شخص اپنے قول و فعل کا خود ذمہ وار ہے -

وکان اللہ ولم یکن معہ شیئا

حدیث ہے اور حدیث اور توریت سے ثابت ہے کہ خدا تھا اور زمین اور آسمان وغیرہ میں سے کچھ نہ تھا - یہ مسلم مسئلہ ہے تمام اہلکتاب کا پس ہمارا اختیار نہیں کہ مروڑ کر اور معنی کر لیں بعض آدمی مذاق کے دلدادہ ہوتے ہیں - مگر مذاق بھی ایک قسم کا زہر ہے ہمیں مذاقی معنے پسند نہیں کرنا چاہیں بلکہ توارد - قرآن - اور حدیث کو دیکھنا چاہیئے - وہ یہی کہتی ہیں کہ ایک وقت ایسا تھا کہ ان موجودہ چیزوں میں سے ایک بھی نہ تھی -

میرے خیال میں وحدۃ وجود بھی مذاق سے پیدا ہوا ہے -

کل کتب گذشتہ سے یہی معنی ثابت ہوتے ہیں - اور اس کی تفصیل قرآن اور توریت میں موجود ہے - اول قرآن بحثوں کی حاجت نہیں انسان کے واسطے پہلے تو یہی امر ضروری ہے کہ اجمالی طور پر خدا پر ایمان لاوے جب اُسکا ایمان پیدا ہوگا تو خود بخود اُسپر حقائق کھلتے جاویں گے -

دیکھو ایک مرض میں قوت ذائقہ جاتی رہتی ہے - ترشی - میٹھا - کڑوا نمکین وغیرہ سب کچھ بے مزہ معلوم دیتا ہے - پس معلوم ہوا کہ قوۃ حاسہ بھی کام دے رہی ہے - ایک قوۃ ناک میں ہوتی ہے جس کے وہ نہیں رہتی اسکو اخشم کہتے ہیں بعض نے

کانوں کی قوت ماری جاتی ہے۔ پس جب اس طرح بعض قوتیں جاتی رہتی ہیں تو اسی طرح بعض اوقات دینی قوتیں بھی بے حس ہو جاتی ہیں۔ اور انسان سید احمد خان کی طرح دعا کا قبول ہونا اور ایسی باتیں ناممکن خیال کر بیٹھتا ہے

دعا کے قبول ہونے پر ہمارا کامل ایمان ہے۔ اور ہم نے اور ہمنے اسکا نتیجہ بھی دیکھا ہے کہ لیکھرام کے قتل سے پہلے پانچ سال میں نے خبر دی تھی۔

میں نے سید احمد خاں کو لکھا تھا کہ میں نے لیکھرام کے واسطے دعا کی ہے تو مجھے خبر دی گئی ہے کہ تیری دعا قبول ہو گئی ہے اور خدا تعالےٰ اسکو ہیبت ناک موت سے مارے گا یہی نمونہ تمھارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ کہ اگر یہ دعا قبول نہ ہوئی تو تمہارے دعوے کا ثبوت ہوا اور اگر قبول ہو گئی تو تم اس عقیدہ سے توبہ کرنا۔ اور وہ لیکھرام کی موت کو دیکھکر فوت ہوا تھا

پس اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ آنکھیں تو اُسکو دیکھ نہیں سکتیں۔ اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے۔ جب یہ جزوی ہو گیا تو پھر باقی کیا رہ گیا۔

اصل میں یہ سب مذاقی باتیں ہیں ثبوت تو وہ ہے جس کا نمونہ انسان دکھلا دیوے۔ آنحضرت صلعم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ کے مصائب پر ذرا غور کرو۔

ان باتوں کے ذکر کی ضرورت نہیں اول خدا سے تعلق پیدا کرو۔ جب انسان کسی گھر میں داخل ہوتا ہے تو اندر کے حالات کا آپ ہی پتہ لگ جاتا ہے۔ جب تک گھر سے ہزاروں کوس دور ہے تو اندر کے حالات کسطرح بتلا سکے گا۔ یہ مناسب ہے کہ آپ چند روز ہمارے پاس رہیں اور خاص ہمارے سلسلہ کے متعلق جو اعتراض ہوں وہ بیان کریں۔

تو کار زمیں را نکو ساختی
کہ با آسماں نیز پرداختی

ہم نے بعض آدمی ایسے دیکھے ہیں جو کہتے ہیں کہ ابھی اس جھگڑے کو جانے دو۔ رفع یدین۔ اور انگلی کے اٹھانے کا فیصلہ کرو۔ مگر یہ اپنا اپنا مذاق ہوتا ہے

نو وارد صاحب کیطرف سے سوال ہوا کہ سایہ کا وجود ہے کہ نہیں یعنی اسکی ذات ہے کہ نہیں۔

فرمایا وجود کے معنے ہیں مَا يُوْجَدُ یعنی جو چیز پائی جاوے۔ اس کی ہویت ہو یا نہ ہو۔ آپ آئینہ دیکھتے ہیں اُس میں چہرہ نظر آتا ہے ہویت تو نہیں یعنی ایک مستقل شے قائم بالذات پس ہویت تو نہیں ہے لیکن وجود ہے۔ وجود اور ہے۔ اور ہویت اور ہے

آفتاب سے جہاں جل ہے وہاں بھی دھوپ پڑتی ہے مگر ایک چیز نے درمیان آکر ظل پیدا کر دیا ہے آفتاب اور ظل کے درمیان جبتک اوٹ نہ ہو سایہ نہیں ہو سکتا۔

خیر آپ کو بھی اس وجودیت سے کچھ مذاق ہے۔ اور ہم آپ کے مذاق کے خلاف ہیں

پھر سوال ہوا کہ روح کا اطلاق کہاں آتا ہے۔

فرمایا۔ بات یہ ہے کہ آپ کئی مرتبہ خوابوں میں طرح طرح کے تمثلات دیکھا کرتے ہوں گے اور بلا شبہ آپ جانتے ہیں کہ ان کا وجود کچھ نہیں۔ حکماء نے بھی لکھا ہے پس جسطرح ہمارے تصورات ہوتے ہیں اسی طرح خدا کی صفات بیان سے اُس کے تصورات بھی ہیں پس جو تصور آتا ہے اگر انسانی ہے تو وہ ہیچ ہے اور اگر خدا کا ہے تو اُس سے مخلوق پیدا ہو جاتی ہے مگر خدا کی کنہ میں ہم دخل نہیں دے سکتے

اسلم طریق یہی ہے کہ انسان لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ پر ایمان رکھے کہ میرا منصب نہیں کہ خدا کی کل صفات کو میں دیکھ لوں اور اُنکی تحقیقات کر لوں۔

طبیب بیان کرتے ہیں کہ پانی سرد اور آگ گرم ہے مگر یہ نہیں بتلا سکتے کہ پانی سرد کیوں ہے اور آگ گرم کیوں ہے فلاسفر بھی یہاں کنہ اشیاء میں آکر عاجز رہ گئے ہیں۔ یہاں اُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ پر چلے کہ ہم خدا پر چھوڑ دیں

بعض اکابر محی الدین ابن العربی وغیرہ کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے بس یہ ہے کہ یہ بحث فضول ہے بہت امور مرنے کے بعد معلوم ہوں گے اور بہت سے ایسے ہوں کہ مرنے کے بعد بھی نہیں معلوم ہوں گے۔

محی الدین بھی قائل ہیں کہ انسان متقی ہو اور خدا پر ایمان لانے والا ہو تو نجات پائے گا۔

۱۲ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

دربار شام بعد ادائے نماز مغرب حسب معمول حضرۃ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے۔ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ اللہ الرحیم نے سحنۂ ہند کے ایڈیٹر کا ایک کارڈ سنایا۔ جس میں اس نے اپنا ایک خواب لکھا تھا کہ گویا وہ قادیان آیا ہے اور حضرت اقدس کو ایسی حالت میں دیکھا ہے کہ سر پانو تک لگا ہوا ہے

مامور ایک آئینہ ہے اسپر حضرۃ حجۃ اللہ نے فرمایا کہ تعبیر الرؤیا میں یہ صاف لکھا ہے کہ جو لوگ مامورین کو بری صورت میں دیکھتے ہیں وہ لوگ اپنی پردہ دری کراتے ہیں۔

مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب کے والد مرحوم نے ایکبار مجھ سے ذکر کیا کہ ایک ہندو اُن کے پاس آیا کرتا تھا جو رغبت اسلام رکھتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ کشمیر سے آیا اور اس سے پوچھا تو اُس نے کہا کہ اب میں پکا ہندو ہو گیا ہوں لیکن پھر کچھ عرصہ کے بعد جو اُسکو دیکھا تو وہ عیسائی ہو گیا تھا جب اُس سے وجہ پوچھی گئی تو اُس نے کہا کہ میں نے

ایک خواب دیکھا تھا جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک تاریک کوٹھڑی میں دیکھا اور اس میں آگ جل رہی تھی (لعنۃ اللہ علیہ) گویا خبیث نے اسکو دوزخ سمجھا اور اس کے گرد پادریوں کو دیکھا اس سے میں نے نتیجہ نکالا کہ پادری حق پر ہیں اور آپ (معاذ اللہ) مغلوب ہو رہے ہیں مولوی صاحب کو تعبیر کا علم نہ تھا مجھ سے جب انھوں نے کہا تو میں نے کہا کہ اسکی یہی تعبیر ہے جو حالت اس شخص کی ہوئی۔ چنانچہ تعطیر الانام میں ایسا ہی لکھا ہے کہ جب کسی نبی مامور و مرسل کو ردی حالت میں دیکھتا ہے مثلاً مجذوم دیکھتا ہے یا برہنہ دیکھتا ہے یا یہ کہ وہ بُری غذا کھاتے ہیں تو یہ سب اس کے اپنے ہی حالات ہوتے ہیں انبیا آئینہ کا حکم رکھتے ہیں اور اس کی اصلی صورت دکھا دیتے ہیں اور یہ بات ہماری اپنی تجربہ کردہ ہے کہ جب کوئی آدمی کسی مامور و مرسل کو بُری حالت میں دیکھتے ہیں تو جلدی ہی اُنکی وہ حالت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کی عقوبت کے دن قریب ہوتے ہیں یہ میری مجربات سے ہے۔

نو وارد مولوی حامد حسین صاحب نے کہا کہ میں مکہ معظمہ میں تھا حاجی امداد اللہ صاحب سے ایک شخص نے ایسا ہی کہا کہ میں نے ایسی شکل پر دیکھا ہے تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ یہ تمھاری اپنی شکل ہے +

اس کے بعد خاکسار ایڈیٹر الحکم نے جلسہ ندوۃ العلماء پر جو کارروائی کی تھی اُسکا تذکرہ کیا جسکو سُنکر حضرت حجۃ اللہ محظوظ ہوئے۔

پھر مولوی عبد اللہ صاحب نے اس رو ئداد کے تتمہ کے طور پر مولوی محمد حسین صاحب کا کچھ ذکر کیا اور مولوی مبارک علی صاحب نے اپنا ایک واقعہ سنایا یہ سب امور جلسہ ندوہ کے متعلق ہمارے اپنے مضامین میں آئیں گے زاں بعد مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے ایزورر میں سے پاینیر کا نقل کیا ہوا ایک مذہب نئی عنوان سے پڑھا۔ جس میں ڈاکٹر ڈوئی کو جو دعوت کی گئی ہے اُسپر ریمارک تھا پھر بعد نماز عشاء اجلاس ختم ہوا۔

۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء

(۱)

صبح کی سیر حضرت حجۃ اللہ علی الارض حسب معمول سیر کو نکلے چند آدمیوں نے اپنے خواب سُنائے آپؑ نے فرمایا باطل میں جو طیاریاں حق کیطرف آنے کے لیے ہو رہی ہیں اسکی نظارے دکھلائے جاتے ہیں۔ رؤیا کا بھی عجیب عالم ہوتا ہے جن باتوں کا نام و نشان نہیں ہوتا وہ وجود میں لائی جاتی ہیں معدوم کا موجود اور موجود کا معدوم دکھایا جاتا ہے اور عجیب عجیب قسم کے تغیرات ہوتے ہیں آدمی کا جانور اور جانور کے آدمی دکھائے جاتے ہیں۔

۲۔ ہمارے موجودہ مخالفوں اور دس برس پہلے کے مخالفوں میں بہت بڑا فرق ہو گیا ہے پہلے تو اپنے عقیدوں کو سچے ہی سمجھتے تھے مگر اب صرف نفاق سے کہتے ہیں جو کہتے ہیں ورنہ ان عقائد کی غلطیوں کو دل میں تسلیم کر چکے ہیں (جحدوا بہا و استیقنتہا انفسہم)

(ایڈیٹر)

ایک شخص جو اپنے تئیں سچا سمجھتا ہے وہ خدا تعالیٰ پر بھروسا کرتا ہے مگر یہ اب بھروسا نہیں کر سکتے۔ اور اسی لیے اگر خواہ کئی ہزار روپے کا اشتہار دیا جاوے یہ اپنے آپ کو مقابل ہو کر نشانہ نہ بنائیں گے۔

۳۔ مخالفوں کی کمی اور اپنی روز افزوں ترقی پر فرمایا۔ یہ فوق العادۃ ترقی نہ ہو اگر تغیر واقع نہ ہوا ہو۔ انکا خزانہ کم ہو گیا ہے اور ہمارا بڑھ رہا ہے۔ اگر ان کے پاس اپنی سچائی کے دلائل ہیں تو یہ لوگوں کو روک لیں اگر کوئی بڑا سیلاب آیا ہوا ہو اور کسی کا گھر تباہ ہو رہا ہو اور اُس کے پاس سامان بھی ہو تو کیا وہ اُسکے روکنے کی سعی نہ کرے گا؟

ہمارے پاس جو ہر روز بیعت کے لیے آتے ہیں اُنہیں سے ہی آتے ہیں آسمان سے تو نہیں آتے۔

۴۔ ندوۃ العلماء کے جلسہ کی تقریب پر فرمایا کہ اشاعت رسالوں کی

+ **نوٹ** ایڈیٹر شحنہ ہند کے مرشد سابق حال شاگرد حافظ محمد جان رامپوری کا ایک قصہ ایسا ہی پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے سُنایا کہ ایک زمانہ میں حافظ صاحب نے کہا کہ میں نے تمھارے والد شاہ حبیب الرحمن صاحب کو خواب میں دیکھا ہے کہ اُن کے تمام بدن پر زخم ہیں اور جگہ جگہ پٹیاں خراب بدبو دار بندھی ہوئی ہیں اور وہ درد سے کراہ رہے ہیں اور شاید آگ میں یا گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں چنانچہ حافظ صاحب اس خواب کے بعد اُسی حالت گرفتار ہوئے چونکہ شاہ حبیب الرحمن صاحب ایک نیک اور مشہور و معروف راستباز تھے اُنکی صورت میں خدا نے جو یہ ہی اُنکو راستباز اور اولیاء الرحمن سے جانتے تھے ان کا اپنا ہی نقشہ روحانی خدا نے دکھلایا یہ ایک بد حالت میں مبتلا ہوئے کہ اجمیر سے لیکر سہارنپور تک لاکھوں آدمی انکی خطرناک حالت سے واقف ہیں اور اتنک اس حالت کا بقیہ موجود ہے یہ ایک مختصر کیفیت سے شحنہ ہند کو مطلع کیا گیا ہے اور تفصیلی حالات وکیفیت سے وہ خود واقف ہے۔ ایڈیٹر صاحب کی بھی حالت وہی ہے کہ وہ خود اپنے گریبان میں مُنہ ڈالکر دیکھ سکتے ہیں۔ پس خدا نے جو کچھ ایڈیٹر شحنہ ہند کو خواب میں دکھلایا ہے وہ عین اُسکی حالت خراب کا فوٹو ہے۔ ایڈیٹر۔

خوب ہوگئی بہت اچھا ہوا بہت سے لوگ واقف ہو جائیں گے اور انکو پڑھ لیں گے۔ دہلی کے جلسہ سے پہلے نزول المسیح بھی طیار ہو جاوے تو اچھا ہے۔

۵۔ ایڈیٹر الحکم کو مخاطب کرکے فرمایا کہ میاں نبی بخش صاحب عرف عبدالعزیز صاحب نمبردار بٹالہ کا تو یہ نامہ جو انہوں نے بھیجا ہے الحکم میں چھاپ دیا جاوے اور ساتھ اپنا ایک رؤیا بھی جسے بارہا آپ نے فرمایا ہے سنایا کہ میں نے ایکبار اس کے متعلق دیکھا تھا کہ گویا اسی راستہ ہم سیر کو نکلے ہیں تو اس بڑ کے درخت کے نیچے جو میراں بخش حجام کی حویلی کے پاس ہے نبی بخش سامنے سے آکر ملا ہے اور اس نے مصافحہ کیا ہے یہ رؤیا ان دنوں کی ہے جب وہ مخالفت کے اشتہار چھپواتا پھرتا تھا۔

۶۔ جماعت کی ترقی پر اور مولوی محمد حسین کے ابھی تین سو تیرہ ہی گننے رہتے پر فرمایا۔ کہ بڑے زور سے ترقی ہو رہی ہے کیا وہ نہیں جانتا کہ خدا قادر ہے کہ ایک دم میں تین سو تیرہ سے تین لاکھ تیرہ ہزار کر دے۔ یہ ترقی محمد حسین کے لیے تو اعجاز ہے اگر وہ سوچے اور سمجھے براہین احمدیہ کو پڑھے یہ کتاب میں نے اب تو نہیں بنا لی جس میں لکھا ہوا ہے کہ تیرے ساتھ فوجیں ہوں گی باوجود مولویوں کی اسقدر مخالفت کے پھر اس قوم کا ترقی کرنا کیا یہ معجزہ نہیں جبکہ وہ اپنے ارادوں میں عاجز آگئے کسقدر جد و جہد ان لوگوں نے ہمارے نابود کرنے کے لیے کی گورنمنٹ تک سے چاہا کہ کسی نہ کسی طرح سے ہمکو پھنسا دیں مگر خداتعالیٰ نے ایسی زور شور سے ترقی کی جسقدر زور انہوں نے مخالفت میں لگایا۔ اب تو بات صاف ہو گئی ہے مردم شماری کے کاغذات سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ہماری جماعت تین سو تیرہ ہے یا ایک لاکھ کے قریب

۷۔ طاعون نے انکو دو طرح گھٹایا ہے کچھ مرتے ہیں اور اکثروں کو ادھر ملا یا ہے

اصل یہ ہے کہ جو بیج اچھی طرح بویا جاوے اور وقت پر بارش بھی ہو وہ دیکھتے ہی دیکھتے نشوونما پاتا اور ترقی کرتا ہے دلوں کا کھینچنا اور قائم رکھنا یہ خدا کا کام ہے ان مخالفوں کو اگر اب ابوسفیان کی طرح نظارہ کرایا جاوے تو حیران ہو جائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انکو اپنی فوج دکھائی۔ اور عباس کو کہا کہ انکو پاس ٹھہر کر دکھاؤ۔ اور جب اس نے وہ نظارہ کیا تو اس نے کہا کہ تیرا بھتیجا بڑا بادشاہ ہو گیا ہے مگر اسکو جواب دیا گیا کہ بادشاہی نہیں نبوۃ ہے۔

براہین احمدیہ کے زمانہ پر غور کیا جاوے جب وہ چھپ رہی تھی۔ اپنو نہیں بنائی گئی اسوقت کے الہامات اسمیں درج ہیں جو انگریزی میں بھی ہیں اور عربی میں بھی۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ
وَانْتَہٰی اَمْرُ الزَّمَانِ
اِلَیْنَا اَلَیْسَ ہٰذَا بِالْحَقِّ

ایک مخلوق ہماری طرف رجوع کریگی تو کہا جائیگا الیس ھذا بالحق۔ فانتہی امر الزمان الینا عربی میں بڑا عجیب فقرہ ہے۔ کہ زمانہ کا رجوع ہماری طرف ہوگا۔ اور آخری فیصلہ ہمارے ہی حق میں ہوگا۔ غرض بڑی بڑی پیشگوئیاں ہیں جیسے یہ کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ملوک کو بھی اسطرف توجہ ہوگی۔ اور انمیں بھی اس سلسلہ کی اشاعت ہوگی۔ ملوک اور رؤسا کے کان حق کے سننے سے بہرے ہوتے ہیں نہ خود انکو عادت ہوتی ہے اور نہ ان کے پاس والے ایسے ہوتے ہیں ان کے مصاحب اور پاس رہنے والے بدوضع لوگ ہوتے ہیں اسلیے وہ اپنی سد و بنا کا باعث سمجھتے ہیں اگر وہ دین کی طرف توجہ کریں۔ مگر خداتعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ یہ برکت ڈھونڈنے والے بیعت میں داخل ہونگے اور ان کے بیعت میں داخل ہونے سے گویا سلطنت بھی اس قوم کی ہوگی۔ پھر مجھے کشفی رنگ میں وہ بادشاہ دکھلائے بھی گئے وہ گھوڑوں پر سوار تھے اور چھ سات سے کم نہ تھے۔

اصل یہ ہے کہ خدا کے کام تدریجی ہوتے ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ کی گلیوں میں تکلیف اٹھاتے پھرتے تھے اسوقت کون خیال کر سکتا تھا کہ اس شخص کا مذہب دنیا میں پھیل جائے گا۔

علم خداتعالیٰ کے سوا اور کسیکو نہیں ہوتا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علم کا دائرہ بھی اشاعت اسلام کے متعلق اتنا نہ تھا جتنا اب ہے وہ تو یقین کرتے تھے کہ ہم فتح پائیں گے میرا مذہب تو یہ ہے خداتعالیٰ ہی علیم و خبیر ہے۔ ضروری نہیں کہ پیغمبروں پر بھی تفصیلی حالات ظاہر کیے جائیں۔ وہ جتنا علم چاہتا ہے دیتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر اسوقت آئیں تو اسلام کی اسقدر وسیع اشاعت اور ترقی کو دیکھکر حیران ہو جائیں

۸۔ اپنے تائیدی ثبوتوں کے متعلق فرمایا کہ اب وہ اسقدر کثرت سے ہوگئے ہیں کہ گنے بھی نہیں جاتے۔ ہر روز زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ یہ خدا کا کلام ہے۔ مجھے بارہا خیال آیا ہے کہ اگر کسی رئیس کو یہ خیال پیدا ہو تو جس ترتیب سے خداتعالیٰ نے اس سلسلہ کی سچائی کو ظاہر کیا ہے وہ ایک جلسہ کرکے اس ثبوت کو ہم سے لے۔ یہ ثبوت چار قسم کے ہیں اگر عقل کو بھی اسمیں داخل کر لیا جاوے (۱) نصوص قرآنیہ و حدیثیہ (۲) آیات ارضیہ و سماویہ (۳) ضرورۃ مشہودہ و محسوسہ (۴) دلائل عقلیہ۔ اس ترتیب سے اگر عیسائیوں کے اس جلسہ کیطرح (جو ۱۵ دن تک امرتسر میں ہوتا رہا) ایک جلسہ کیا جاوے۔ اور جیسے سوم کیطرح جسنے ایک مذہبی جلسہ کیا تھا

[illegible] اس الزام کہ سوت کہاں ہے؟ سطر چہارم قسم کے اعتراضوں کا جواب [illegible] کی طرح یاد ہونا چاہیے مستحضر جواب دینا مبارک کا کام نہیں اگر [illegible] ہو تو عمدتاً معقول [illegible]
[illegible] تا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کی سچائی کے تدابیر و دلائل دی دی ہیں کہ اگر یاد ہوں تو پھر کوئی مشکل نہیں [illegible]
[illegible] کیسکو خیال آوے کہ اسلام میں پھوٹ پڑ رہی ہے اور وہ اس کام کو اپنے ذمہ لے اور ایک جلسہ کرکے فیصلہ کرلے۔ ۱۱۔ فرمایا طاعون کے متعلق [illegible] پیشگوئی [illegible]
[illegible] عون شدہ سے پھیلے گی۔

۲۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء

(دربار شام)

دعا بعد نماز

مولوی سید محمود شاہ صاحب نے جو سہارنپور سے تشریف لائے ہوئے ہیں حضرت اقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور جب آپ نماز مغرب سے فارغ ہو کر شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے یہ عرض کیا کہ میں نے آج تحفہ گولڑویہ اور کشتی نوح کے بعض مقامات پڑھے ہیں۔ میں ایک امر جناب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں اگرچہ وہ فروعی ہے لیکن پوچھنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے

کہ ہم لوگ عموماً بعد نماز دعا مانگتے ہیں لیکن یہاں نوافل تو خیر دعا بعد نماز نہیں مانگتے

اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ اصل یہ ہے کہ ہم دعا مانگنے سے تو منع نہیں کرتے اور ہم خود بھی دعا مانگتے ہیں اور صلوٰۃ بجائے خود دعا ہی ہے۔ بات یہ ہے کہ میں نے اپنی جماعت کو نصیحت کی ہے کہ ہندوستان میں یہ عام بدعت پھیلی ہوئی ہے کہ تعدیل ارکان پورے طور پر ملحوظ نہیں رکھتے اور ٹھونگے دار نماز پڑھتے ہیں گویا وہ نماز ایک ٹیکس ہے جس کا ادا کرنا ایک بوجھ ہے اس لیے اس طریق سے ادا کیا جاتا ہے جس میں کراہت پائی جاتی ہے حالانکہ نماز ایسی شے ہے کہ جس سے ایک ذوق۔ انس اور سرور پیدا ہوتا ہے۔ مگر جس طرز پر نماز ادا کی جاتی ہے اس سے حضور قلب نہیں ہوتا اور بے ذوقی اور بے لطفی پیدا ہوتی ہے میں نے اپنی جماعت کو یہی نصیحت کی ہے کہ وہ بے ذوقی اور بے حضوری پیدا کرنے والی نماز نہ پڑھیں بلکہ حضور قلب کی کوشش کریں جس سے انکو سرور اور ذوق حاصل ہو۔ عام طور پر یہ حالت ہو رہی ہے کہ نماز کو ایسے طور سے پڑھتے ہیں کہ جس میں حضور قلب کی کوشش نہیں کی جاتی بلکہ جلدی جلدی اسکو ختم کیا جاتا ہے اور خارج نماز میں بہت کچھ دعا کے لیے کرتے ہیں اور دیر تک دعا مانگتے رہتے ہیں حالانکہ نماز کا (جو مومن کی معراج ہے) مقصود یہی ہے کہ اس میں دعا کی جاوے اور اسی لیے ام الادعیہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ دعا مانگی جاتی ہے۔ انسان کبھی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کرتا جب تک کہ اقام الصلوٰۃ نہ کرے۔ اَقِيمُوا الصَّلٰوةَ اس لیے فرمایا کہ نماز گری پڑتی ہے۔ مگر جو شخص اِقَامُ الصَّلٰوة کرتے ہیں تو وہ اسکی روحانی صورت سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو پھر وہ دعا کی محویت میں ہو جاتے ہیں۔ نماز ایک ایسا شربت ہے کہ جو ایک بار اسے پی لے اسے فرصت ہی نہیں ہوتی اور وہ فارغ ہی نہیں ہو سکتا ہمیشہ اس سے سرشار اور مست رہتا ہے۔ اس سے ایسی محویت ہوتی ہے کہ اگر ساری عمر میں ایک بار بھی اسے چکھتا ہے تو پھر اسکا اثر نہیں جاتا۔

مومن کو بے شک اٹھتے بیٹھتے ہر وقت دعائیں کرنی چاہییں۔ مگر نماز کے بعد جو دعاؤں کا طریق اس ملک میں جاری ہے وہ عجیب ہے بعض مساجد میں اتنی لمبی دعائیں کی جاتی ہیں کہ آدھ میل کا سفر ایک آدمی کر سکتا ہے۔ میں نے اپنی جماعت کو بہت نصیحت کی ہے کہ اپنی نماز کو سنوارو یہ بھی دعا ہے۔

کیا وجہ ہے کہ بعض لوگ تیس تیس برس برابر نماز پڑھتے ہیں پھر کورے کے کورے ہی رہتے ہیں کوئی اثر روحانیت اور خشوع و خضوع کا ان میں پیدا نہیں ہوتا اسکا یہی سبب ہے کہ وہ وہ نماز پڑھتے ہیں جس پر خداتع لعنت بھیجتا ہے ایسی نماز دل کے لیے ویل آیا ہے۔ دیکھو جس کے پاس اعلیٰ درجہ کا جوہر ہو تو کیا کوڑیوں اور پیسوں کے لیے اسے اسکو پھینک دینا چاہیے؟ ہرگز نہیں اول اس جوہر کی حفاظت کا اہتمام کرے اور پھر پیسوں کو بھی سنبھالے اس لیے نماز کو سنوار سنوار کر اور سمجھ سمجھ کر پڑھے۔

سائل۔ الحمد شریف بیشک دعا ہے مگر جنکو عربی کا علم نہیں انکو تو دعا مانگنی چاہیے۔

حضرت اقدس۔ ہم نے اپنی جماعت کو کہا ہوا ہے کہ طوطہ کی طرح مت پڑھو۔ سوائے قرآن شریف کے جو رب جلیل کا کلام ہے اور سوائے ادعیہ ماثورہ کے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا معمول تھیں۔ نماز با برکت نہ ہو گی جب تک اپنی زبان میں اپنے مطالب بیان نہ کرو۔ اس لیے ہر شخص کو جو عربی زبان نہیں جانتا ضروری ہے کہ اپنی زبان میں اپنی دعاؤں کو پیش کرے۔ اور رکوع میں سجود میں مسنون تسبیحوں کے بعد اپنی حاجات کو عرض کرے۔ ایسا ہی التحیات میں اور قیام اور جلسہ میں۔ اس لیے میری جماعت کے لوگ اس تعلیم کے موافق نماز کے اندر اپنی زبان میں دعائیں کر لیتے ہیں اور ہم بھی کر لیتے ہیں اگرچہ ہمیں تو عربی اور پنجابی یکساں ہی ہیں مگر مادری زبان کے ساتھ انسان کو ایک ذوق ہوتا ہے اس لیے اپنی زبان میں نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ اپنے مطالب اور مقاصد کو بارگاہ رب العزت میں عرض کرنا چاہیے۔ میں نے بارہا سمجھایا ہے کہ نماز کا تعہد کرو جس سے حضور اور ذوق پیدا ہو۔ فریضہ تو جماعت کے ساتھ پڑھ لیتے ہیں باقی نوافل اور سنن کو جیسا چاہو طول دو۔ اور چاہیے کہ اس میں گریہ و بکا ہو تا کہ وہ حالت پیدا ہو جاوے جو نماز کا اصل مطلب ہے نماز ایسی شے ہے کہ سیئات کو دور کر دیتی ہے جیسے فرمایا اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰت

نماز کل بدیوں کو دور کر دیتی ہے۔ حسنات سے مراد نماز ہے۔ مگر آجکل یہ حالت ہو رہی ہے کہ عام طور پر نمازی کو مکار سمجھا جاتا ہے کیونکہ عام لوگ بھی جانتے ہیں کہ یہ لوگ جو نماز پڑھتے ہیں یہ اسی قسم کی ہے جس پر خدا نے واویلا کیا ہے کیونکہ اسکا کوئی نیک اثر اور نیک نتیجہ مترتب نہیں ہوتا نرے الفاظ کی بحث میں پسند نہیں کرتا آخر مر کر خدا تعالےٰ کے حضور جانا ہے دیکھو ایک مریض جو طبیب کے پاس جاتا ہے اور اُسکا نسخہ استعمال کرتا ہے اگر دس بیس دن تک اس سے کوئی فائدہ نہ ہو تو وہ سمجھتا ہے کہ تشخیص یا علاج میں کوئی غلطی ہے پھر یہ کیا اندھیر ہے کہ سالہا سال سے نمازیں پڑھتے ہیں اور اُسکا کوئی اثر محسوس اور مشہود نہیں ہوتا۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ اگر دس دن بھی نماز کو سنوار کر پڑھیں تو تنویر قلب ہو جاتی ہے مگر یہاں تو پچاس پچاس برس تک نماز پڑھنے والے دیکھے گئے ہیں کہ بدستور رو بدنیا اور سفلی زندگی میں نگونسار ہیں اور انہیں معلوم نہیں کہ وہ نمازوں میں کیا پڑھتے ہیں اور استغفار کیا چیز ہے؟ اسکے معنوں پر بھی انہیں اطلاع نہیں ہے طبیعتیں دو قسم کی ہیں ایک وہ جو عادت پسند ہوتی ہیں جیسے اگر ہندو کا کسی مسلمان کے ساتھ کپڑا بھی چھو جاوے تو وہ اپنا کھانا پھینک دیتا ہے حالانکہ اس کھانے میں مسلمان کا کوئی اثر سرایت نہیں کر گیا زیادہ تر اس زمانہ میں لوگوں کا یہی حال ہو رہا ہے کہ عادت اور رسم کے پابند ہیں اور حقیقت سے واقف اور آشنا نہیں ہیں۔ جو شخص دل میں یہ خیال کرے کہ یہ بدعت ہے کہ نماز کے پیچھے دعا نہیں مانگتے۔ بلکہ نماز میں دعائیں کرتے ہیں یہ بدعت نہیں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ادعیہ عربی میں سکھائی تھیں جو ان لوگوں کی اپنی مادری زبان تھی اسی لیے اُن کی ترقیات جلدی ہوئیں۔ لیکن جب دوسرے ممالک میں اسلام پھیلا تو وہ ترقی نہ رہی اس کی یہی وجہ تھی کہ اعمال رسم و عادت کے طور پر رہ گئے ان کے نیچے جو حقیقت اور مغز تھا وہ نکل گیا۔ اب دیکھ لو مثلاً ایک افغان نماز تو پڑھتا ہے لیکن وہ اثر نماز سے بالکل بیخبر ہے۔ یاد رکھو رسم اور چیز ہے اور صلوٰۃ اور چیز۔ صلوٰۃ ایسی چیز ہے کہ اس سے بڑھ کر اللہ تعالےٰ کے قرب کا کوئی قریب ذریعہ نہیں یہ قرب کی کنجی ہے اسی سے کشوف ہوتے ہیں اسی سے الہامات اور مکالمات ہوتے ہیں یہ دعاؤں کے قبول ہونے کا ایک ذریعہ ہے لیکن اگر کوئی اسکو اچھی طرح سے سمجھکر ادا نہیں کرتا تو وہ رسم اور عادت کا پابند ہے اور اس سے پیار کرتا ہے جیسے ہندو گنگا سے پیار کرتے ہیں۔ ہم دعاؤں سے انکار نہیں کرتے بلکہ ہمارا تو سب سے بڑھ کر دعاؤں کی قبولیت پر ایمان ہے جبکہ خدا تعالیٰ نے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ فرمایا ہے ہاں یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ نے نماز کے بعد دعا کرنا فرض نہیں ٹھیرایا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی **التزامی** طور پر مسنون نہیں ہے آپ سے التزام ثابت نہیں ہے اگر التزام ہوتا اور پھر کوئی ترک کرتا تو یہ معصیت ہوتی۔ تقاضاء وقت پر آپ نے خارج نماز میں بھی دعا کرلی۔ اور ہمارا تو یہ ایمان ہے کہ آپکا سارا ہی وقت دعاؤں میں گذرتا تھا لیکن نماز خاص خزینہ دعاؤں کا ہے جو مومن کو دیا گیا ہے اس لیے اسکا فرض ہے کہ جب تک اسکو درست نہ کرلے اور طرف توجہ نہ کرے کیونکہ جب نفل سے فرض جاتا رہے تو فرض کو مقدم کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص ذوق اور حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو پھر خارج نماز میں بے شک دعائیں کرے ہم منع نہیں کرتے ہم تقدیم نماز کی چاہتے ہیں اور یہی ہماری غرض ہے مگر لوگ آجکل نماز کی قدر نہیں کرتے اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ سے بہت بُعد ہو گیا۔ مومن کے لیے نماز معراج ہے اور وہ اس سے ہی اطمینان قلب پاتا ہے۔ کیونکہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور اپنی عبودیت کا اقرار۔ استغفار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود غرض وہ سب امور جو روحانی ترقی کے لیے ضروری ہیں موجود ہیں ہمارے دل میں اس کے متعلق بہت سی باتیں ہیں جنکو الفاظ پورے طور پر ادا نہیں کر سکتے بعض سمجھ لیتے ہیں اور بعض رہ جاتے ہیں مگر ہمارا کام یہ ہے کہ ہم تھکتے نہیں کہتے جاتے ہیں جو سعید ہوتے ہیں اور جنکو فراست دی گئی ہے وہ سمجھ لیتے ہیں

سائل۔ ایک شخص نے رسالہ لکھا تھا کہ ساری نماز اپنی ہی زبان میں پڑھنی چاہیے

حضرت اقدس۔ وہ اور طریق ہوگا جس سے ہم متفق نہیں قرآن شریف بابرکت کتاب ہے اور رب جلیل کا کلام ہے اسکو چھوڑنا نہیں چاہیے ہم نے تو ان لوگوں کے لیے دعاؤں کے واسطے کہا ہے جو اُمّی ہیں اور پورے طور پر اپنے مقاصد عرض نہیں کر سکتے انکو چاہیے کہ اپنی زبان میں دعا کرلیں + ان لوگوں کی حالت تو یہانتک پہونچی ہوئی ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ فتح محمد ایک شخص تھا اُس کی چچی بہت بڈھی ہو گئی تھی اُس نے کلمہ کے معنے پوچھے تو اسکو کیا معلوم تھا کہ کیا ہیں اُس نے بتائے۔ تو اُس عورت نے پوچھا کہ محمد مرد تھا یا عورت تھی جب اُسکو بتایا گیا کہ وہ مرد تھا تو وہ حیرت زدہ ہو کر کہنے لگی کہ پھر کیا میں اتنی عمر تک بیگانے مرد ہی کا نام لیتی رہی؟۔ یہ حالت مسلمانوں کی ہو گئی ہے۔

خطبہ

جو ۱۷ اکتوبر کو حضرۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ نے پڑھا

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ الی الرکوع

محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جنکو حضور کی بیعت نصیب ہوئی۔ اُن میں دو بڑی عظیم الشان صفات ہیں کفار کے مقابلہ میں بڑے شدید ہیں اور آپس میں بڑے رحیم ہیں۔

اس آیت میں غور کرنے سے بڑے بڑے سبق ملتے ہیں۔ دنیا میں جو قوم خدا تعالے کی برکات اور امداد کو حاصل کرتی ہے خواہ سیاسی اور تمدنی امور میں یا طبی اور روحانی مطالب میں غرض ان مقاصد اور اغراض کی تکمیل اور ان برکات اور امداد کے حصول کی راہ بیان کی گئی ہے یاد رہے کہ جو قوم ایسی قوۃ قلبی اور شجاعت رکھتی ہے کہ دوسری قومیں جو اس سے مخالف ہیں خواہ وہ ہزار کیوں نہ ہوں) اسپر اپنا اثر نہ ڈال سکیں ضروری ہے کہ وہ قوم آپس میں رحیم کریم ہو۔ اور ہر ایک اخ کو بخشتا ہو۔ اپنے بھائی کے مقابلہ میں ہنر سے کسی فرد کو نخوت و تکبر نہ ہو یہی ایک صفت ہے جو قوم کو دوسروں کے اثر سے متاثر ہونے سے بچالیتی ہے یا یوں کہو کہ اگر کوئی قوم ایسے افراد کا مجموعہ ہو کہ جن میں باہم رفق و محبت اور رحم و مروت اسدرجہ پر ہو کہ حقیقی اخوت کے تمام آثار انہیں پائے جائیں تو یہ ضروری ہوگا کہ وہ قوم اپنے مخالفوں کے اثر سے متاثر نہ ہو

اس بات کو ہمیشہ حضور دل سے یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن کریم نے ہر ایسی بات بیان کی ہے جو قوم کو قوم بنانے کے لیے ضروری ہے اور جس سے سچی فلاح اور اصلاح قوم کی ہوسکتی ہے اور ان ذرائع اور طرق میں سے یہ بھی ایک ضروری راہ ہے کہ قوم میں قوم بننے والا مصلح اپنی ایسی تاثیر ڈالے کہ اس سے وہ ایسی قوی انقلاب ہو جاوے کہ دوسروں کا اثر ہی اسپر نہ ہوسکے چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کتنی قوۃ قدسی اور کمال تاثیر ہے کہ آپ نے ایک ایسی قوم بنائی جس کے یہ دو عظیم الشان صفات کہ وہ آپس میں رحیم کریم اور کفار پر شدید ہیں۔ اللہ تعالےٰ خود بیان فرماتا ہے۔

قرآن شریف کے اس طرز بیان اور ترتیب پر غور کرنے سے یہ ذوق اور لطف اور بھی بڑھ جاتا ہے کہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کیسا کامل اور مزکی انسان تھا اللہ تعالے قادر تھا کہ وہ اس آیت کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے شروع فرماتا مگر یہ کیا راز ہے جو محمد رسول اللہ سے شروع کیا؟ خدا تعالی کی حکیم اور مجید کتاب جو ہر لغت کے استعمال میں ایک سچا اور زندہ سائنس اور فلسفہ رکھتی ہے اس نے محمد رسول اللہ کہنے میں اس امر کیطرف صریح اشارہ کیا ہے کہ **کامیابی کے لیے محمدی قوم ہونا چاہیے** یا بتغییر الفاظ یوں کہو کہ محمدی قوم ہی کامیاب ہوگی۔ **محمدی قوم کیونکر بن سکتی ہے؟** اس قوم سے جو ہر فرد کی ہر حرکت و سکون قابل حمد ہو۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیوں کامیاب ہوئے اس لیے کہ وہ محمد ہیں (صلے اللہ علیہ وسلم) محمدیت کی فطرۃ میں ہے کہ وہ کامیاب ہو۔ پس جو قوم اپنے اندر اسی قوت اور اثر کو لیتی ہے ضرور ہے کہ وہ کامیاب ہو اسی لیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو **اسوۂ حسنہ** قرار دیا گیا ہے۔

دنیا کی قدیم تاریخ پڑھو اور قوموں کے زوال کے اسباب مطالعہ کرو معلوم ہوگا کہ جب کوئی قوم محمدیت سے الگ ہوئی اور اُس نے خدا تعالے کی صفات کا حیا نہ کیا اُنکی بے حرمتی کی اور اپنے افعال اور اعمال سے خدا کی حمد نہ کی اور اسطرح جو اس قوم میں محمدیت کا اثر نہ رہا اسپر ہلاکت آئی ہے بابل جیسے قدیم شہر جس میں کئی لاکھ انسان رہتے تھے فسق و فجور کے باعث ہلاک ہوگئے بغداد جو مستعصم باللہ کے زمانہ میں بڑا بارونق شہر اور عروس دنیا کہلاتا تھا جب اسے ہلاکو خان نے ایک رافضی ملا کے اشارہ سے تباہ کیا اور ۴۰ لاکھ علما فضلا ہلاک ہوے اسوقت اسکی کیا حالت تھی؟ فسق و فجور تعیش اور شہوۃ البطن اور حیوانی اور بہیمی خواہش ایسی غالب ہوگئی تھیں کہ وہ بالطبع چاہتی تھیں کہ انپر تباہی آوے دہلی کے قلعہ کی جب تباہی ہوئی۔ اُسوقت ایسی ہی حالت تھی صلحا نکل گئے تھے اور یہانتک بدکاری اور حرامکاری پھیل گئی تھی کہ شہزادے غیر عورتوں لیتے اور انکی عورتیں غیر مردوں سے سیاہ کاری کرتی تھیں ایسی حالت میں خدا کا غضب بھڑکا اور اُسنے اسے تباہ کردیا۔ یہ سچی بات ہے کہ اللہ تعالی نے آسمان اور زمین کا نظام حق و حکمت سے بھرا ہوا بنایا ہے اور زمین کبھی بھی زنا کی برداشت نہیں کرسکتی جب یہ سیاہ کاری اسکی پشت پر حد سے گذرنے لگتی ہے تو وہ اپنا تختہ الٹا چاہتی ہے اور خدا تعالی تباہی کی کوئی صورت پیدا کر دیتا ہے غرض محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے جو شروع کیا اسمیں اشارہ مقصود تھا کہ **محمدیت ہی کامیاب ہوگی** محمد کے معنی ہیں جو بڑا احمد کیا گیا ہے کاش عیسائی اس لفظ ہی میں غور کرتے اگر وہ خدا کو مدبر بالارادہ اور ہستی پر سچا حکم نافذ کرنیوالا مانتے اور عجز و ناتوانی سے پاک اسکی صفات کو یقین کرتے تو محمد نام ہی ہزاروں براہین صداقت اپنے اندر رکھتا تھا کیونکہ اس نام میں ہزاروں ہزار پیشگوئیاں موجود ہیں منجملہ اُن کے کیا یہ کم پیشگوئی ہے کہ آج روئے زمین پر ۹۵ کروڑ انسان ہر وقت اور ہر آن اللھم صل علی محمد وال محمد وبارک وسلم پڑھتے ہیں۔ دنیا میں کسی انسان کا نام لو

اطلاع حکیم فضل الدین صاحب مندرجہ ذیل اطلاع شائع کرتے ہیں (۱) بعض پیکٹ جو پیڈ روانہ کیے جاتے ہیں ڈاک خانہ کی غفلت کی وجہ سے گم ہوجاتے ہیں۔ جنکا بوجھ دفتر پر پڑتا ہے

جسکی اسقدر حمد کی گئی ہو ؟ اور کیا یہ ناگہانی اور اتفاقی باتیں ہیں خدا تعالے مدبر بالارادہ ہے اور اسکا نظام حکیمانہ ہے اسکا علم تام اور کامل ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو اپنے زمانہ میں اپنے ہمعصروں کے سامنے یہ کہا وقد لبثت فیکم عمرًا یہ کسی قوت اور احساس شوکت اور احساس بصیرت سے کہا ہے یعنی میں چالیس برس تک تمہاری اسی آزادانہ سوسائٹی میں (جسمیں عرفاً کوئی بدی نہ تھی جو نہو اور جو بڑی بیباکیوں اور دلیریوں اور عرفی مشارٌ الیہ بدیوں کا مجموعہ تھی) رہا ہوں اور پھر کس شوکت اور بصیرت سے کہتے ہیں اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ تم کیوں عقل نہیں کرتے

کیا ایسا پر شوکت دعوی (جس میں مدعی کی راستبازی اور اسکی پاک اور بے لوث زندگی کا زبردست ثبوت اور قلبی احساس ہے) کرنا آسان ہے ؟ بڑے بڑے ظالم نکتہ چین بھی آپکو الامین اور المامون کہتے تھے اپنے ہمعصروں کے ساتھ اپنی پاک اور بے لوث زندگی کا دعوی کرنا اور انکا اسپر کوئی حرف نہ رکھہ سکنا یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں ؟ اگر خدا ترس دل لیکر کوئی غور کرے تو آپکی عصمت اور مطہر اور مزکی ہونیکی زبردست دلیل ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ ایکبار ایک صحابی نے ایک شخص کو آنحضرت پر سب اور ذم کرتے سنا اسنے آکر حضور میں عرض کیا فرمایا اَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ مُذَمَّمٌ - آہا ؟ محمد کیسا پیارا نام ہے پہلی تو اس ذم اور سب کرنیوالے نے ہی محمد کہہ دیا جسکی بات بات میں حسن اور جس کے سراپا میں کوئی عیب نہیں ہو پھر اسکا ذم کیا تو اپنا ذم کیا ۔ یہ بڑے غور کی بات ہے جب آپکے ہمعصر ونکی سوسائٹی آپکو الامین المامون اور المحمد کہتی ہے تو پھر کیا یہ خوبی خدا ہی کو پہونچتا ہے کہ وہ آپکی ذم کرے ؟ مجھے عیسائیوں کی گندہ اور سفلہ باتوں پر ہمیشہ افسوس ہوا ہے کہ یہ کیسی سوسائٹی ہے جسکا کام ذم کے سوا اور کچھہ نہیں - میں اللہ تعالے کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ جب سے میں نے انکی کتابیں پڑہی ہیں بہت بڑی بصیرت کے ساتھ (اور اس بصیرت میں حضرت امام کے سبب سے بہت بڑی ترقی ہوئی) اس نتیجہ پر پہونچا ہوں - کہ اس قوم سے بڑھ کر کوئی بیوقوف اور نادان قوم نہیں ہو سکتی - میں سچ کہتا ہوں کہ انکی نکتہ چینیوں اور اعتراضوں کو دیکھکر مجھے ان کے منطق اور فلسفہ پر بھی اعتبار نہیں رہا - میں بیشک انکی دانشمندی اور زیرکی کا قائل ہو جاتا - اگر یہ قوم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کر لیتی ۔ کیونکہ آپکی صداقت اور سچائی ایسی روشن اور واضح ہے کہ بجز ایسی احمق اور نادان و نابینا کے جو روز روشن میں بھی آفتاب کو نہیں دیکھہ سکتا کوئی اس سے انکار نہیں کرسکتا - پھر یہ قوم جب انکار کرتی ہے تو اسکی دانشمندی اور زیرکی کا قائل ہونا اپنی حماقت اور نادانی کا ثبوت دینا ہے مادی دنیا کے کیڑے انکی مشینوں اور انجنوں کو دیکھکر حیران ہو جاتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ یہ مشینیں اور یہ انجن ان رہٹوں اور بیلنوں سے بڑھ کر نہیں ساری مشینوں کا راز ایک ہی ہے - مادی باتوں پر دہوکا مت کھاؤ - علوم صحیحہ کو پانا اور حقائق الاشیا کو حاصل کرنا اور اللہ تعالے کو جمیع صفات کاملہ موصوف ماننا (جیساکہ انبیاء علیہم السّلام نے آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک تعلیم دی اور اسوقت خدا کے برگزیدہ و معطر مسیح موعود نے سمجھایا اور دکھایا ہے کہ وہ لم یلد ولم یولد ہے حدوث اور تغیرات سے پاک ہے مارکھانے اور اپنا عجز دکھانے سے مبرا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ اس کی صفت ہے غرض وہ ایسا خدا ہے جو انسانی فطرت چاہتی ہے اور جسکو قرآن شریف نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہکر پیش کیا ہے) ایک الگ امر ہے اور مادی اشیا پر مرمٹنا دوسری بات ۔ انمیں اتنا ہی فرق ہے جتنا آسمان اور زمین میں ہے - محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسان کو آسمانی بناتا ہے اور یہ مادہ پرست زمینی

غرض محمد کا لفظ اس آیت کے شروع میں رکھکر یہ ترغیب دیتا ہے کہ جو قوم آپ کی معیت میں طیار ہوتی ہے اس میں محمدیت ہونی چاہیے - اور انکی دوبشانیں لازم ہیں غیر قوموں کے مقابل شدید ہوں یعنی ان کے اثر سے متاثر نہوں - اور آپسمیں رحیم ہوں - یاد رکھو کہ کوئی قوم قوم نہیں بن سکتی جبتک آپسمیں رحیم نہو - اور یہ رنگ انمیں نہیں آسکتا جبتک کہ محمدیت کے رنگ سے رنگین نہ ہو اور محمدیت تب پیدا ہوتی ہے کہ وہ قوم جو قوم بننا چاہتی ہے محمد کی معیت میں ہو۔

اسوقت خدا تعالی نے اپنا فضل اور کرم کیا ہے ہماری جماعت کو خصوصیت کے ساتھہ اس آیۃ میں غور کرنی چاہیے کیونکہ خدا تعالی نے پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وعدہ کے موافق بھیجا ہے جیساکہ سورہ جمعہ میں کہا گیا تھا وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک تو صحابہ کو بلا واسطہ مزکی اور مطہر کرنے والے ہیں اور ایک اور قوم آنیوالی ہے اس کے معلم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہونگے تمام محدثین نے بالاتفاق تسلیم کیا ہے کہ اٰخرین منہم مسیح موعود کی جماعت ہے - اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی اس جماعت کے بھی معلم ہیں جیساکہ اس آیۃ سے صاف معلوم ہوتا ہے اس لیے یہ بات بالکل صاف ہے کہ مسیح موعود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا بروز ہے اور ظل ہے - اور یہی وجہ ہے کہ حدیثوں میں بھی دو ہی زمانے مبارک ٹہرائے گئے ہیں آنحضرت کا زمانہ مہدی کا زمانہ جو وہ بھی آپ ہی کا زمانہ ہے ۔ غرض اسوقت خدا تعالے نے مقدر کیا ہوا تھا کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہو کر آپ ہی کی چادر کے نیچے سے برآمد ہو اور پھر وہ محمدیۃ قائم کرے۔

چنانچہ اسطرح بلا تفاوت ہوئے

نیم شبی دعاؤں اور گدازش سے بھری ہوئی آہوں کو ہماری جماعت کے حق میں قبول کرے اور ہماری جماعۃ کو اللہ تعالے ان صفات سے موصوف کرے جو واقعی قوم بننے کے لیے ضروری ہیں آمین

ندوۃ العلما کا نواں اجلاس
اور
سلسلۂ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ

الحکم کے ناظرین کو ان اشتہارات کے ذریعہ جو وقتاً فوقتاً اراکین ندوہ کیطرف سے الحکم میں شائع ہوئے اتنا معلوم ہو چکا ہے کہ امسال ندوۃ العلما کا سالانہ جلسہ جو نواں جلسہ تھا ۹-۱۰-۱۱ اکتوبر کو امرتسر منعقد ہونیوالا تھا جو ان معتبر تاریخوں پر ہوا۔ گذشتہ اجلاس کی تقریب پر ندوہ نے ہمارے سید مولیٰ امام علیہ السلام کو بھی مدعو کیا تھا مگر آپ کیطرف سے ایک مبسوط خط تبلیغ کیطور پر مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے لکھ کر الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۱ء کو شائع کر دیا تھا جسکا کوئی جواب ندوہ کیطرف سے نہیں دیا گیا تھا۔

رسل مسیح موعود ندوہ کی جلسہ پر

امسال امرتسر ہونیوالے اجلاس پر خاکسار ایڈیٹر الحکم کو مدعو کیا گیا تھا اور بعض خطوط اور اشتہار اس قسم کے شائع کیے گئے تھے اور بھیجے گئے تھے جنمیں حضرت مسیح موعود کو جلسہ ندوہ پر ندوہ کے نادان دوستوں نے اگر فیصلہ مسائل متنازعہ کی دعوت کی تھی اس لیے بھی اور تبلیغ کے لحاظ سے بھی حضرت نے مناسب سمجھا کہ ایک وفد اس تقریب پر ندوہ کے جلسہ پر بھیجا جاوے چنانچہ جیسا کہ ہمارے ناظرین کو معلوم ہے حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب کی صدارت پر مسیح موعود کے رسل اس موقع پر تبلیغ کے لیے ۹ اکتوبر کی صبح کو دارالامان سے روانہ ہوئے۔ ہم ناظرین کو تمام کوائف سے مطلع کرنے کے لیے ساری روئیداد کو تفصیلی طور پر لکھیں گے۔

ہماری روانگی

۹ اکتوبر کی صبح کو ہمارا قافلہ بصدارت حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امرتسر کو روانہ ہوا اور ۱۰ بجے کے بعد ہم امرتسر سٹیشن پر پہونچے۔

ندوہ کے والنٹیر اور ہم

جب ہم ریلوے سٹیشن پر پہونچے تو چند نوجوان لڑکے جنکی ڈیوٹی یہ قرار دی گئی تھی کہ وہ ریلوے سٹیشن سے ندوہ میں شریک ہونیوالے مہمان کو اسلامیہ سکول کی بلڈنگ میں (جہاں یہ جلسہ ہونیوالا تھا) لے جائیں یہ سب نوجوان ندوہ کے والنٹیر کہلاتے تھے اور ان کے سینہ پر "خادم ندوہ" کے بیج لگے ہوئے تھے۔ گاڑی سے اُترتے ہی یہ لوگ ہم سے ملے اور انھوں نے ہم میں سے ہر واحد سے پوچھنا شروع کیا کہ "کیا آپ ندوہ کے مہمان ہیں" مگر ہماری طرف سے انکو یہ جواب دیا گیا کہ ہم ندوہ کے مہمان نہیں بلکہ ندوہ کو دعوت کرنے کے لیے آئے ہیں اور اس لحاظ سے میزبان ہیں۔ غرض پلیٹ فارم سے نکل کر ہم باہر آئے اور ہمارے امیر جناب مولوی سید محمد احسن صاحب شیخ کے ایما اور مشورہ سے یہ قرار پایا کہ سب سے اول یہ کام کرنا چاہیے کہ حافظ محمد یوسف صاحب اور سکرٹری ندوۃ العلما کو دو

ہماری کارروائی

رجسٹرڈ خط روانہ کیے جاویں چنانچہ مندرجہ ذیل دو خط امرتسر کے بڑے ڈاکخانہ میں رجسٹری کرا کر بھیجے گئے

پہلا خط سکرٹری ندوہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی - بخدمت جناب سکرٹری صاحب ندوۃ العلما - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں اس رجسٹری شدہ چٹھی کے ذریعہ آپکو ضروری امر کیطرف توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ حافظ محمد یوسف نے بذریعہ ایک اشتہار ندوۃ العلما کے اجلاس پر ہمیں فیصلہ کے لیے مدعو کیا ہے اور ایسا ہی مولوی احمد حسن ایڈیٹر شحنہ ہند میرٹھ نے بذریعہ خط کے ہمیں مدعو کیا ہے کہ ندوۃ العلما کے جلسہ پر آکر علماء ندوہ کے سامنے مسائل متنازعہ کا فیصلہ کیا جاوے مگر ندوہ کیطرف سے کوئی عام چٹھی ہمیں اس امر کے متعلق نہیں ملی کہ انھوں نے حافظ محمد یوسف کے اشتہار کے موافق یا شحنہ ہند کے ایڈیٹر کے خط کے مطابق اس معاملہ میں فیصلہ کرنے کا کوئی رزولیوشن پاس کیا ہے یا نہیں۔ اور وہ اس کام کے لیے طیار ہے یا نہیں اسلیے آپکو اس ضروری رجسٹرڈ خط کے ذریعہ تکلیف دیجاتی ہے کہ آپ بواپسی ڈاک اطلاع دیں کہ ندوہ کے کون کون سے علما اس کام کے لیے منتخب کیے گئے ہیں یا ندوہ نے انکو کوئی اجازت اس موقع پر ایسا فیصلہ کرنیکی نہیں دی امید ہے کہ آپ اصل معاملات سے اطلاع دینگے اور ان ریزولیوشنز کی نقل بھی بھیج دینگے جو اس کے متعلق ندوہ نے پاس کیے ہیں۔ خاکسار معہ ایک جماعت علما کے آج ۱۰ بجے امرتسر پہونچ گیا ہے اور ندوہ کے اجلاس کے اختتام تک یہاں قیام کرے گا جواب آج ہی ملنا چاہیے
خاکسار سید محمد احسن امروہی ۹ اکتوبر ۱۹۰۲ء ۱۰ بجے دن کے۔

دوسرا خط حافظ محمد یوسف کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی - حافظ محمد یوسف صاحب السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ ما استکبر وما ابیٰ - آپکا ایک اشتہار بغرض فیصلہ بتقریب جلسہ ندوۃ العلما شائع ہوا اور ہمیں ملا ہے۔ اس اشتہار کے موافق خاکسار مع ایک جماعت علما کے اس موقع پر محض خدا تعالیٰ کے لیے ایک ضروری امر کے فیصلہ کے لیے یہاں امرتسر آگیا ہے اسلیے خط مختصراً بصیغہ رجسٹری آپکو بھیجا جاتا ہے کہ آپ بواپسی ڈاک اطلاع دیں کہ ندوۃ العلما کے کون کون سے عالم اس فیصلہ کے لیے آپ نے منتخب کیے ہیں تاکہ شرائط کے تصفیہ کے بعد اصل مضمون کے متعلق فیصلہ ہو جاوے اور اپنے اشتہار کی صداقت کے لیے ندوۃ العلما کی اس چٹھی یا ریزولیوشن کی نقل بھی ارسال کریں جس کے رو سے آپنے اس جلسہ پر فیصلہ کے لیے ہمیں مدعو کیا ہے کیونکہ ندوہ کی اجازت اور منظوری بغیر ہمیں امید نہیں کہ آپ نے ایسا کیا ہو اور اسلیے ندوۃ العلما کو ہمنے آپکے اشتہار کے موقع پر اپنا مخاطب سمجھا ہے۔ اس خط کا جواب آپ میاں حبیب اللہ صاحب مختار عدالت کے مکان کٹڑہ جیمل سنگھ امرتسر کے

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشتہار

عموماً دیکھا گیا ہے کہ بیرونجات سے اکثر مریض جو کسی وجہ سے قادیان نہیں پہنچ سکتے حضرت مولانا و مرشدنا حکیم الامت مولوی نور الدین صاحب کو اپنے مقام پر بُلا کر علاج کرانے کی درخواست کرتے ہیں چونکہ صاحب ممدوح بباعث اہم مقاصد دینی کے دارالامان سے ایک لحظہ کے لیے بھی باہر جانا گوارا نہیں کرتے اسلیے طلبگار محروم رہتے ہیں خاکسار نے اس دقت کے رفع کرنے کے لیے صاحب ممدوح سے یہ اجازت حاصل کی ہے کہ ایسے لوگوں کے طلب کرنے پر بنفس نفیس حسب اقتضائے حال وحیثیت مریض اُن کے پاس پہونچکر معالجہ کروں اور ضرورت کے وقت بعد اطلاع دہی اسباب علامات مرض حضرت ممدوح سے ہدایات بھی حاصل کرتا رہوں۔

مینے تعلیم طب حضرۃ ممدوح سے حاصل کرنے کے بعد ایک عرصہ انکی زیرنگرانی اور کئی سال علحدہ اس فن میں بکامیابی تجربہ حاصل کیا۔ خدا کے فضل سے میرے طرز علاج کو عام پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ میرے بیان مندرجہ بالا کی تصدیق مولانا ممدوح کی تصدیق سے ظاہر ہے۔

مینے یہ بھی التزام کیا ہے کہ مریض کے مفصل حالات لکھے جائیں اور سمجھنے پر اُسکی درخواست پر خود مجرب دوائی طیار کرکے بذریعہ وی پی ارسال کردیا کرونگا

خاکسار محمد دین طبیب۔ گوجرانوالہ۔

دروازہ کھیالی۔

تصدیق

مین تصدیق کرتا ہوں کہ حکیم محمد الدین صاحب کا اشتہار راستبازی پر مبنی ہے

نور الدین۔ از قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۲ء

توسیع مکان کا چندہ

حضرۃ حجۃ اللہ علی الارض نے کشتی نوح کے آخر میں جو اعلان چندہ توسیع مکان کیلیے دیا ہے اسپر ہماری جماعت کو بہت جلد توجہ کرنی چاہیے۔ حضرۃ چاہتے ہیں کہ یہ مکان نومبر میں بالکل طیار ہو جاوے۔ یوماً فیوماً طاعون ملک میں بڑھ رہی ہے اور جس غرض کیلیے یہ مکان طیار کیا جاتا ہے وہ اسی صورت میں پوری ہو سکتی ہے کہ نومبر میں یہ عمارت ختم ہو۔ دو ہزار روپے کا تخمینہ کیا گیا ہے جسمیں قادیان کی جماعت میں سو روپے سے زائد چندہ ہو گیا ہے اب ۱۹۰۰ روپے کی ضرورت ہے جو دو ہفتہ کے اندر اندر ہونا چاہیے حضرۃ کے مقاصد کی تکمیل اور اپنے امام کے فرمان کی تعمیل میں شوق سے حصہ لینے والے احباب جلدی کریں چندہ مولوی عبد الکریم صاحب کے نام قادیان آنا چاہیے اور کوپن منی آڈر پر چندہ توسیع مکان لکھدیا جاوے۔ مناسب سمجھا گیا ہے تو الحکم کے ذریعہ سے بعد بھی رسید ملتی رہیگی۔ یہ اطلاع حضرۃ اقدس کے حکم اور ایما سے لکھی گئی ہے اس لیے اسکو معمولی تحریک نہ سمجھی جاوے۔

قبر مسیح کے اعلان کی اشاعت میں اعانت

گذشتہ ہفتہ اس اعلان کی اشاعت کیلیے ہم نے چندہ کی تحریک کی ہے یہ اشتہار بھی چونکہ بہت جلد روانہ ہونا ضروری ہے اس لیے اسطرف بھی بہت جلد توجہ کی ضرورت ہے۔ جسقدر پیکٹ کوئی شخص اپنے خرچ سے روانہ کرانا چاہے وہ آنہ فی پیکٹ کے حساب سے بہت جلد بخدمت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کے پاس قادیان میں بھیجدے اسقدر مختصر تحریر ہمارے نزدیک حقائق پسند قوم کے لیے کافی ہے۔

ہماری اپنی گذارش

جن احباب کے ذمہ الحکم کی کسی قدر بھی قیمت باقی ہے وہ اپنی جگہ الحکم کا وی پی لے نے میں کوئی عذر نہیں رکھتے ہوں گے۔ نومبر کے آخر تک سنہ ۱۹۰۲ء کا سارا حساب بیباق ہونا چاہیے۔ اور اسوقت تک جب بقایا کی فردیں طیار ہوئی ہیں تو معلوم ہوا ہے کہ قریباً ایکہزار روپیہ سنہ ۱۹۰۲ء کے آخر تک ہمارے خریداروں کے ذمہ مد بقایا میں ہیں۔ جبکہ بوجہ تعمیر دفتر الحکم ہماری قوم کا عزیز ترین خادم الحکم کئی سو روپیہ کا زیر بار ہے وہ اسکی ضرورتوں کو محسوس کرکے اسکا واجب الطلب روپیہ کا وی پی لینے میں کوئی تامل نہ کرینگے یہ سلسلہ وی پی کا جاری ہے اگر کسی صاحب کو اپنے حساب میں کوئی غلط فہمی ہو تو وہ وی پی امانت میں رکھکر تصفیہ کرلیں۔ مگر وی پی واپس نہ کریں جس سے مطبع کو دو چندہ زیر بار ہونا پڑتا ہے۔ ہماری یہ آخری اطلاع صفائی حساب کے لیے ہے۔ الحکم کی ترقی اور بہتری کے لیے آیندہ اشاعت میں ہم ایک سرکلر لیٹر انشاء اللہ (۱۰

کتاب باہت الرحمٰن جو حضرۃ اقدس کے ارشاد کے بموجب عیسائیوں کے جواب میں حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی سلمہ اللہ نے تحریر فرمائی ہے طیار ہے۔ خاکسار سراج الحق نعمانی سے ایک روپیہ قیمت میں مل سکتی ہے۔ اسکی خریداری میں جلد توجہ ہونی چاہیے +

(انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی شایع ہوا)